# نیلے چاند کی رات

صبا جاوید

''مما! پلیز مجھے جانا ہے ہر انسان بہتر اور خوب سے خوب تر مستقبل کے لئے اسٹرگل کرتا ہے میں بھی وہی کر رہا ہوں۔''

''کس چیز کی کمی ہے تمہیں جو تم مزید خوب تر کی جستجو کر رہے ہو اور میں نے کب تمہیں منع کیا ہے یہ سب کچھ تو یہاں رہ کر بھی کر سکتے ہو، فرحال کیوں اپنی ماں کی ممتا کو تڑپاتے ہو۔'' سبین سحر نے قدرے روہانسی ہو کر اسے سمجھانا چاہا۔

''مما...... واٹ ڈو یو تھنک کہ میں آپ کے بغیر رہ سکتا ہوں نہیں، ہرگز نہیں لیکن میری بات کو سمجھیں مما، پلیز لیٹ می گو۔'' وہ رخ موڑ کر قدرے شکست خوردہ سا بولا۔

''وہی تو میں پوچھ رہی ہوں کہ ایسا کیا ہو گیا ہے جو تم اپنی اسٹڈیز کمپلیٹ کیے بغیر ابراڈ جانے کی رٹ لگائے بیٹھے ہو، یہ کریئر بنانے کا کون سا طریقہ ہے البتہ کریئر تباہ کرنے کا اچھا بہانہ ہے، اپنی پڑھائی ادھوری چھوڑ کر تم ابراڈ جا کر نئے سرے اسٹارٹ لینا چاہتے ہو، جبکہ اس کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔'' اب کی بار سبین سحر کا رویہ متامل تھا۔

''مما میرے لئے حالات اور مشکل مت بنائیے گا۔'' وہ بے بسی کی آخری حدوں کو چھو رہا تھا۔

''فرحال...... میری جان۔'' اس کے لہجے کی بے بسی نے ان کی ممتا کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔

## مکمل ناول

"یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور مجھے دوبارہ اسے بدلنے پر مجبور مت کیجئے گا۔" وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا اور سبین وہیں صوفہ کم بیڈ پر ٹک گئیں۔

"کیا ہوا سبین، فرحال نہیں مانا؟" ریحانہ نے کافی سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور پھر انہیں مخاطب کیا جو ایسی بیٹھی تھی جیسے سب کچھ گنوا بیٹھی ہوں۔

"میں کیسے اسے خود سے دور بھیج دوں بھابھی، میرا سب کچھ وہی ہے مشاہد کے جانے کے بعد فرحال اور اذکاء ہی تو میرے جینے کی وجہ تھے، ان کے لئے میں نے خود کو زندگی کی طرف موڑ لیا اب کیسے اسے پردیس بھیج دوں، میرے دل کا خوف مجھے بہادر نہیں بننے دیتا میں اپنے بیٹے کی خواہش پوری کرنا چاہتی ہوں مگر میرے اندر بسیرا کیے اندھیرے مجھے کچھ نظر نہیں آنے دیتے میرا ٹھہراؤ کیسے چھینی وحشت انجانے اندیشوں کے احساس میں جکڑے ہوئے ہے مجھے، میں اسے کیسے اپنی بے چینی سمجھا دوں مجھے پتہ ہے وہ کس چیز سے فرار حاصل کرنا چاہتا ہے مگر میں اپنے جذبات سے بے بس ہوں بھابھی، بہت بے بس ہوں۔" آخر میں چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں چھپا کر وہ سسکنے لگی تھیں اور ان کے دکھ نے ریحانہ کو بھی آبدیدہ کر دیا تھا۔

"اولاد ماں باپ کے درد کو نہیں سمجھتی سبین، لیکن فرحال بہت نیک اور سمجھدار بچہ ہے بہت جلد یہ بھوت اس کے سر سے اتر جائے گا۔" انہوں نے سبین کو دلاسہ دینا چاہا۔

"آپ فکر کیوں کرتی ہیں ابھی تک زرش اس معاملے میں خاموش ہے جب اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا تو خود ہی موصوف کی ضد ختم ہو جائے گی آپ کو تو معلوم ہے بچپن سے ہی وہ سب سے زیادہ قریب زرش کے ہی رہا ہے، اس نے فرحال کو چھوٹے بھائیوں کی طرح چاہا ہے، وہ اس سے بہت پیار کرتی ہے اور فرحال بھی زرش کی بات کبھی نہیں ٹالے گا اتنا لاڈلا ہے اس کا، اس سے اپنا ہر مسئلہ شیئر کرتا ہے، وہ ضرور اسے روک لے گی سبین، بعض رشتے ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے منہ موڑنا مشکل ہوتا ہے ان میں مان ہی ایسا ہوتا ہے، چاہے فرحال آپ سے اپنی ماں کی حیثیت سے ضد باندھ لے مگر زرش کا مان اسے منا کر ہی دم لے گا۔" ان کے محبت و خلوص کو تصور میں لا کر وہ من ہی من مسکرا رہی تھیں، جواباً سبین چپ چاپ بھاپ اڑاتے کافی کے مگ کو دیکھتی رہیں۔

☆☆☆

"یہ کیا سوگوار ماحول بنا دیا ہے تم نے گھر کا، کتنے دنوں سے میں برداشت کر رہی ہوں، سوچ رہی تھی چند ایک دنوں میں خود ہی عقل کے ناخن لے لو گے مگر تمہارا یہ ڈرامہ کچھ زیادہ ہی طوالت اختیار کرتا جا رہا ہے۔" لال بھبھوکا چہرہ لئے، کاسنی سوٹ زیب تن کیے تپتی سنہری رنگت سمیت وہ اس کے سامنے تھی، ایک اچٹتی سی نگاہ اس کے پر بہار سراپے پہ ڈال کر وہ قدرے ناگواری سے رخ موڑ لیا۔

"نظریں کیوں چرا رہے ہو وجہ بتاؤ مجھے کیوں افسردہ کیا ہے تم نے سب کو۔" وہ پھر اس کے روبرو آ کھڑی ہوئی اور پہلی بار فرحال مشاہد کو زرش مطیب کا ڈانٹنا غم و غصے میں مبتلا کر رہا تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہا سب لوگ مجھے یہاں رکھ کر کیا معرکہ سرانجام دلوانا چاہتے ہیں، ایسا کون سا کام ہے جس کے لئے میری موجودگی لازم و ملزوم ہے، ایک سال بعد ولید بھی تو چلا جائے گا بڑی مما کو تو کوئی پرابلم نہیں۔" اس کی طرف دیکھے بغیر وہ درشتی سے بولا ساتھ ہی تو جہ



پیش کر دی۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے، یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو، رشتوں کے احساس کی زنجیر تمہارے لئے بے معنی ہے۔" تحیر سے اس کی بڑی بڑی آنکھیں مزید پھیل گئیں۔

"میں کسی لیکچر کے موڈ میں نہیں ہوں۔" فرحال شاید کوئی لچک دینے کو تیار نہیں تھا۔

"فرحال تم ایسے تو نہیں تھے، تمہیں چھوٹی مما کی تڑپ، اذکاء کا پیار اور باقی سب کی اپنائیت کچھ نظر نہیں آتا، آنکھوں پر خود غرضی کی پٹی کیوں باندھ رکھی ہے تم نے۔" غم و غصے سے وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔

"اپنی...... اپنی بات کرو زرش، کیا تمہارے لئے میں کچھ نہیں ہوں۔" اس کی آنسوؤں سے لبالب بھری آنکھوں میں جھانک کر محض سوچ کر رہ گیا اور دوسرے ہی پل دل کی سرکشی پر خوب سرزنش کر رہا تھا۔

"چھوٹی مما کا خیال کرو فرحال، میرا اور اس گھر کے افراد کا احساس کرو پلیز۔" اس کے مضبوط فولادی ہاتھوں کو تھام کر ان میں چہرہ چھپا کر رونے لگی، فرحال مطیب نے بہت تیزی سے اپنے ہاتھ اس کے مخروطی ہاتھوں سے آزاد کروائے، دل کی دھڑکن نجانے کیوں بے چین ہو اٹھی تھی، وہ بے طرح گھبرا گیا۔

زرش مطیب سسک رہی تھی اور فضا میں گونجتی اس کی سسکیاں فرحال مشاہد کا دل چیر رہی تھیں، اسے اک لمحہ میں ادراک ہوا تھا کہ اس لڑکی کے آنسوؤں سے ہار گیا ہے۔

"کیوں مجھ پر اتنا ظلم کر رہی ہو۔" اب کی بار اس کے چہرے کو اٹھا کر وہ ہولے سے مسکرایا۔

"ظلم تم کر رہے ہو ہم سے دور جا کر۔" اس نے بچوں کی طرح اس کا گال چھوا اور پیار سے پچکارا تو فرحال مشاہد جی بھر کر بدمزہ ہوا، اسے نجانے کیوں اس کا اپنے لئے یہ بچوں جیسا رویہ کوفت میں مبتلا کر رہا تھا۔

"پرامس می...... تم اب کہیں جانے کی بات نہیں کرو گے۔" گلابی ہتھیلی پھیلا کر وہ اس سے عہد مانگ رہی تھی اور پہلی بار بلا جھجک وہ اس کا ہاتھ تھام نہیں پایا تھا۔

"آئی پرامس یو...... دوبارہ ایسا نہیں ہو گا۔" اس کی پھیلی ہتھیلی کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ کمپیوٹر ٹیبل کی طرف بڑھ گیا اور اس کے نہ جانے کی نوید سن کر وہ اس قدر پرجوش تھی کہ اس کی یہ حرکت بالکل فراموش کر گئی۔

"تھینک یو، میری بات مان کر تم نے میرا کتنا اعتماد بڑھا دیا ہے تمہیں خود نہیں پتہ۔" وہ آنسوؤں کے درمیان مسکرائی تھی اور اس کے ہونٹوں کے ساتھ اس کی آنکھیں بھی مسکرا اٹھیں تھیں، فرحال مشاہد اس کی مسکراہٹ میں کہیں کھوتا جا رہا تھا۔

"اگر میرا کوئی بھائی ہوتا تو یقیناً تمہارے جیسا ہوتا، تمہارے ہوتے ہوئے مجھے کبھی اس رشتے کی کمی محسوس ہی نہیں ہوئی۔" وہ واقعی بہت مشکور تھی اور زرش مطیب کے الفاظ پر فرحال مشاہد کے سینے کی گھٹن بڑھنے لگی تھی، اس کے دل کے جذبات اور اس لڑکی کے مان و اعتماد کے مابین اک جنگ سی چھڑ گئی تھی۔

"اب ہمیشہ کی طرح آپ جیت گئی ہیں میم، میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔" اپنی ذات سے بھاگتا وہ بے زاری سے بولا۔

"زیادہ تعریف تمہیں ہضم نہیں ہوتی، فوراً اکڑ جاتے ہو، بڑی ہوں تم سے آئندہ ولید اور دعا کی طرح تم بھی مجھے آپی کہا کرو گے۔" ایک لمحے میں وہ اس پر چڑھ دوڑی۔

جب بہت غصہ آتا تھا تو وہ ایسے ہی کہا کرتی تھی، جواباً وہ مرد ہنا بھی مسکرا نہیں سکا۔

"پلیز زرش۔"

I am so tired het me)
(take some rest

(میں بہت تھک گیا ہوں مجھے کچھ دیر آرام کرنے دو۔)

وہ واقعی بہت بے بسی سے بولا تھا اور شاید اسے بھی رحم آ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے تم آرام کرو پھر ڈنر پر ملتے ہیں۔" وہ شائستگی سے کہہ کر اس کے کمرے سے نکل گئی اور فرحال نے بہت تھک کر دروازہ لاک کیا تھا وہ بیڈ پر ڈھکیا۔

"تم نے مجھے کیوں روک لیا، تم سامنے رہو گی تو میرا دل بغاوت کر ہی جائے گا، تمہاری معصوم چاہت کو کیسے اپنے جذبات کی شوریدہ سے دور رکھ پاؤں گا۔" وہ چھ فٹ کا مضبوط مرد بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

☆☆☆

"افغان پیراڈائز" کا آشیانہ افغان شہزاد کے تین بیٹوں اور ایک بیٹی کی معصوم مسکراہٹوں سے سجا تھا، گزرتے وقت نے رباب فضل کو رخصت کیا، کچھ وقت اور سرکا تو بالوں میں چمکتی چاندی نے افغان پیراڈائز کے نئے مکینوں کے تیزی سے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے کا عندیہ دیا۔

افغان شہزاد کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی سب سے بڑے مطیب افغان تھے ریحانہ سے شادی کے بعد ان کے آنگن میں زرش مطیب کی معصوم قلقاریاں گونج اٹھیں، ان سے چھوٹے مشاہد افغان تھے جو سبین سحر کے سنگ دو خوبصورت بچوں فرحال مشاہد اور اذکاء کے اضافے کے بعد بہت پرسکون زندگی گزار رہے تھے، مگر اس کنبے کی خوشیاں مشاہد افغان کی اچانک دائمی جدائی سے تاریک ہو گئیں۔

ان سے چھوٹی اور گھر بھر کی لاڈلی ثروت افغان تھیں جو عدنان کے سنگ پیا دیس سدھار چکی تھیں، لاریب اور شہریار جیسے خوبصورت بچوں کی پرورش میں آسودہ و مطمئن تھیں سب سے چھوٹے موحد افغان تھے خدیجہ کے ساتھ ازدواجی زندگی دعا زہرا، ولید اور حنان جیسے پھول کھلے تھے۔

اذکاء، زرش، مطیب اور شہریار عدنان دونوں ہم عمر تھے، زرش ایم ایس سی میتھمیٹکس کا طالبہ تھی اور شہریار ایم بی ایس کر رہا تھا، فرحال مشاہد بھی ایم بی ایس کر رہا تھا جبکہ اذکاء ایم کام کی طالبہ تھی، ولید بی ایس سی کے فائنل ایئر میں تھا، دعا اور حنان انٹرمیڈیٹ میں تھے۔

افغان پیراڈائز کے مکین ایک دوسرے کے ساتھ بہت مخلص اور اپنائیت بھری زندگی بسر کر رہے تھے تمام اولادوں اور ان کے والدین کے مابین محبت و اتفاق مثال تھا، مگر ان میں فرحال مشاہد اور زرش مطیب سب سے زیادہ ایک دوسرے کے قریب تھے، زرش مطیب اس سے دو سال بڑی تھیں۔

بچپن سے ہی اسے اکلوتی ہونے کی سبب بھائی کی کمی بہت شدت سے محسوس ہوتی تھی، خود ننھی منی ہونے کے باوجود جب اس نے فرحال مشاہد کو دیکھا تو لاشعوری طور پر اس کی طرف مائل ہو گئی، اس کی ضد پوری کر کے وہ اپنی خواہش کی تسکین کرتی تھی، فرحال اس کی ہتھیلی کا چھالا تھا ننھی عمر کا بڑھتا پیار اور، خلوص عالم شباب میں بھی کم نہیں ہوا تھا اور جب مشاہد افغان کا انتقال ہوا، سبین سحر کے جذبات کی بیج اجڑ گئی، ان کی توجہ زندگی کی رنگینوں اور رعنائیوں سے ہٹ کر جمود اختیار کر گئی، جہاں زیست کی امنگیں منجمد ہوئیں وہیں فرحال اور اذکاء کی زندگیاں بھی متاثر ہوئیں۔



ایسے میں افغان پیراڈائز کے ہر فرد نے انہیں ہمت و حوصلے کی ڈور کو مضبوطی سے تھامنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا، لیکن فرحال کے لئے زرش کی توجہ و محبت مزید پروان چڑھ گئی، وہ بھی اس پر زیادہ انحصار کرنے لگا تھا۔

فرحال کی ہر بات پر وکالت کرنا، ہر معاملے و مطالبے کو پورا کروانا وہ اپنا فرض سمجھتی تھی، فرحال بھی زرش کی ہر بات کو من و عن مان لیتا تھا، زرش نے جس رشتے کو جنم دیا تھا فرحال نے بھی ہمیشہ اسے احترام کی نگاہ سے دیکھا تھا، اپنی تتلاتی زبان سے "مما" کے بعد اس نے زرش کا نام لینا سیکھ لیا۔

افغان پیراڈائز کے تمام چھوٹے بچے زرش کو "آپی" کے صیغے سے مخاطب کرتے تھے مگر فرحال نے اپنی بچپن کی عادت کو بدستور قائم رکھا تھا اور اس بات پر زرش نے بھی تردیدی کیفیت کا اظہار نہیں کیا تھا سبین اسے کبھی ڈانٹتیں تو زرش اس کے حق میں بول اٹھتی، یوں ہی ہنستے مسکراتے خوشیاں سمیٹتے اور بکھیرتے یہ سفر گزر رہا تھا جب سوچ اور جذبات میں تغیر کا موسم آ ٹھہرا اور دوسرے فریق کو خبر تک نہ ہوئی۔

☆☆☆

"فرحال پلیز یہ عجیب مطالبہ ہے تمہارا۔" وہ روہانسی سی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"تو مت کرو پورا، بٹ اگر تم نے کھانا بنایا تو میں ہرگز نہیں کھاؤں گا۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔" وہ چڑ کر بولی۔

"جو بات مجھے نہیں پسند وہ مت کیا کرو۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولا۔

"اوکے کل فیئرول فنکشن ہے وہ ہو جائے پھر کاٹ لوں گی۔" اس نے حسرت بھری نگاہوں سے اپنے کیوٹکس سے سجے ناخنوں کو دیکھا، جو اس کی مخروطی نرم انگلیوں پر بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔

"اوکے۔" فرحال مشاہد نے مختصراً کہا اور اس کے کمرے سے نکل کر لاؤنج میں چلا آیا۔

"مما دیکھیں نا اسے، فضول ضد لے کر بیٹھا ہے۔" وہ بھی اس کے پیچھے چلی آئی۔

"اب کیا ہو گیا؟" ریحانہ نے مسکراتے ہوئے استفسار کیا اور فرحال کو مخاطب کیا۔

"کچھ نہیں بڑی مما، بس ایسے ہی۔" تیوریاں چڑھا کر پہلے زرش کو دیکھا چند لمحے اپنی نگاہوں کی گرفت میں رکھا اور پھر سرد سے لہجے میں بولا۔

"یہ بھی کوئی لڑائی جھگڑے کی بات ہے اور ویسے برا مت منانا زرش بیٹے فرحال کی بات ٹھیک ہے۔" ریحانہ نے بھی اس کی تائید کی تو زرش کو غش آنے کو تھی۔

"آپ بھی اس کی طرف داری کر رہی ہیں مما۔"

"اب کیا بھونچال آ گیا ہے جو یہ مریل چہرہ بنا رکھا ہے۔" ریحانہ بیگم کو الٹا اسی پر تاؤ آیا۔

"کیا مطلب بھونچال، کتنے اچھے لگتے ہیں میری نازک انگلیوں پر، ابھی فائل کر کے کیوٹکس لگائی تھی میں نے اوپر سے یہ صاحب پہنچ گئے۔" اسے رہ رہ کر تاؤ آ رہا تھا۔

"تم نے ہی سر چڑھا رکھا ہے اب خود ہی ہینڈل کرو۔" سبین سحر کچن سے ابلے ہوئے آلوؤں کی ٹرے لئے برآمد ہوئیں اور مسکرا کر بولیں۔

"لائیں چھوٹی مما، میں آپ کے ساتھ آلو چھیل دوں۔" خفا خفا سے فرحال کو نظر انداز کرتی وہ صوفے پر ٹک گئی۔

"کیا بنانے لگی ہیں مما۔"

"کٹلس۔"

"تو پھر اس کے ہاتھ مت لگوایئے گا اس کے گندے ناخنوں والے ہاتھ لگے تو میں نہیں کھاؤں گا۔" وہ درشتی سے بولا تو اس کے لہجے کی تختی سن کر زرش حق دق رہ گئی۔

"فرحال...... بڑی بہن ہے تمہاری، ادب لحاظ تو بچپن سے ہی چھوڑا ہے اب عزت کرنا بھی بھولتے جا رہے ہو، یہ کیا طریقہ ہے بہن سے بات کرنے کا۔" سین سحر نے قدرے غصے سے اسے لتاڑا۔

"سوری مما۔" وہ نادم ہوا۔

"سوری مجھے نہیں، زرش سے کہو۔" سین سحر کے تیور کڑے تھے۔

"سوری۔" لٹھ مار انداز میں کہہ کر وہ یہ جا اور وہ جا۔

"تم نے ہی ڈھیل دے رکھی ہے زرش، دیکھو کیسے خود سر ہوتا جا رہا ہے۔"

"کوئی بات نہیں چھوٹی مما، اس کو ہینڈل کرنا مجھے آتا ہے۔" وہ بردباری سے مسکرائی۔

یہ حقیقت تھی کہ زرش مطیب نے اس کی ہر ضد مان کر فرحال مشاہد کو اپنے بارے میں بہت ٹچی اور پوزیسو کر لیا تھا، اب وہ چاہتا تھا زرش مطیب اس کی ہر بات مانے، وہ ٹین ایج، کا ناسمجھ بچہ تھا مگر زرش بھی اس سے محض دو برس ہی بڑی تھی، لیکن اس کی بردبار طبیعت میں ٹھہراؤ بہت نمایاں تھا، بہر حال فرحال کو کیسے منانا ہے یہ زرش سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا۔

☆☆☆

اگلی صبح آف موڈ کے ساتھ وہ ناشتے کی میز تک آیا تھا تمام جملہ افراد ایک ساتھ ہی ناشتہ کرتے تھے لہٰذا تمام لوگ موجود تھے۔

"فرحال بھائی آج مجھے آپ کے ساتھ جانا ہے۔" دعا اسکارف اوڑھے دوپٹہ کندھوں پر سیٹ کیے فائل سینے سے لگائے کھڑی تھی۔

"ہوں ٹھیک ہے۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"کیا ہوا فرحال، بیٹا طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔" موحد نے محبت سے پوچھا، اس کے بجھے بجھے رویے کو سبھی نے نوٹ کیا تھا۔

"جی چاچو، الحمدللہ میں ٹھیک ہوں۔" اس نے مصنوعی بشاشت سے کہا ایک خفا سی نگاہ زرش پر ڈالتے ہوئے وہ بولا، اچانک اس کی نظر زرش کی مخروطی انگلیوں پر پڑی جو بڑے انہماک سے ناشتے میں مگن تھی، اسے حیرت کا خوشگوار جھٹکا لگا تھا، زرش کے ناخن کٹ چکے تھے۔

"چلو دعا میں جا رہا ہوں۔" جوس کا گلاس سین سحر سے تھام کر اس نے کہا۔

"ناشتہ تو کر لیتے۔"

"نہیں بڑی مما ٹائم نہیں ہے۔" لاتعلق سی بیٹھی زرش کو دیکھ کر وہ شرارت سے بولا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں بلیک مرسڈیز میں محو سفر تھے۔

دعا نے بلیک پینٹ اور فان شرٹ میں ملبوس فرحال مشاہد کو بڑے غور سے دیکھا تھا اور اس کے دل نے شدت سے اسے پانے کی خواہش کی تھی، وہ چھوٹی سی لڑکی من ہی من اسے چاہنے لگی تھی جو اس کے جذبات سے بے خبر ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

☆☆☆

"زرش...... زرش!" وہ دور سے ہی اس کا



نام پکارتا دوڑا چلا آ رہا تھا، اس کے چہرے سے تفکر و پریشانی ہویدا تھا۔

"کیا ہوا فرحال، ایسے کیوں پکار رہے ہو زرش کو۔" سین اور ریحانہ نے اس کی آواز سن کر لاؤنج کا رخ کیا۔

"مما...... مما وہ ٹھیک تو ہے نا کیا ہوا اسے۔" وہ بے قرار سا بولا۔

"کون بیٹا، تم اس قدر پریشان کیوں لگ رہے ہو، ادھر بیٹھو مجھے بتاؤ بات کیا ہے؟" ریحانہ نے اسے شانت کرنا چاہا۔

"زرش...... وہ کدھر ہے مما، میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"زرش تو مہتاب کی طرف گئی ہے، ان فلیٹ وہ صبح سے وہیں ہے۔" ریحانہ نے بتایا۔

"لیکن...... دعا تو......" وہ بے ربط سا بولا اور پھر لب بھینچ لیے۔

"کیا ہوا، کسی نے تم سے کچھ کہا۔" وہ دونوں ابھی تک ناسمجھی کے عالم میں کھڑی تھیں۔

"بس مما کسی نے مس گائیڈ کیا ہے مجھے پریشانی کی کوئی بات نہیں، کچھ کام تھا زرش سے مجھے۔" اس نے اپنے اندر اٹھتے غصے کے طوفان کو کم کیا اور نارمل لہجے میں بولا۔

"کچھ تو میچورٹی لاؤ اپنے انداز و اطوار میں، اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر انسان یوں ری ایکٹ کرتا ہے۔" سین نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور اسے لتاڑنا اپنا فرض جانا۔

"سوری مما!" وہ نادم ہوا۔

"اچھا اب آ ہی گئے ہو تو دعا کو اپنی پھپھو کی طرف چھوڑ آؤ، انہوں نے بلایا ہے، بچی کب سے راہ دیکھ رہی ہے۔" ریحانہ نے کہا۔

"جی بڑی مما، بلائیں اسے۔" اس نے دانت کچکچائے۔

"پھپھو کی طرف جانا تھا تو اس میں اتنا ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی دعا۔" گاڑی مین روڈ پر ڈالتے ہی وہ برس پڑا، دعا نے اسے فون کر کے کہا تھا کہ زرش سیڑھیوں سے گر گئی ہے اور وہ دوسری کوئی بھی بات سنے بغیر بھاگا چلا آیا تھا اور گھر آ کر اسے صورتحال کا اندازہ ہوا کہ یہ محض ایک جھوٹ تھا۔

"لیکن دعا نے ایسا کیوں کیا؟" وہ سوچ کر رہ گیا۔

"میں نے سوچا اگر میں نے سچ بولا تو آپ مجھے ڈراپ کرنے کالج سے نہیں آئیں گے۔" اس نے سچائی کا اعتراف کیا۔

"بہت افسوس کی بات ہے، ویری سیڈ اور اس لیے تم نے زرش کے نام کا سہارا لیا اور وہ بھی اس طرح۔" اس نے تعجب و تاسف سے اسے دیکھا، لیمن کلر کے سوٹ میں روئے روئے گلابی چہرے سمیت، چہرے پر عمر کی نوخیزی اور معصومیت کے رنگ سمیٹے وہ بے حد دلکش اور پاکیزہ لگ رہی تھی۔

"اور اگر میں تمہاری کارگزاری بڑی مما اور مما کو بتا دیتا پھر......؟" جواباً وہ لب کچلتی رہی تھی۔

"میرے لیے افغان پیراڈائز کا ہر فرد اہم ہے دعا، تم مجھے ایسے بھی بلا لیتی تو میں تمہیں ضرور چھوڑنے آتا، مجھے افسوس ہے تم نے میرے بارے میں اس انداز میں سوچا۔" اسے واقعی ہی دکھ ہوا۔

"سوری۔" اس کی آنکھیں پھر چھلکنے کو بے تاب تھیں۔

"اٹس اوکے، پہلی اور آخری بار بچی سمجھ کر معاف کر رہا ہوں بٹ بی کیئر فل نیکسٹ ٹائم۔" اس نے مصنوعی خفگی سے اسے وارن کیا اور پھر

مسکراتے ہوئے اسے ڈراپ کر کے کالج آ گیا۔

☆☆☆

شام کو سب لان میں چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے سورج دن بھر چمکنے کے بعد مغرب کے کناروں پر ڈوبتا نظر آ رہا تھا، اس کی نارنجی کرنیں چاروں اور بکھر کر فضا کو سندوری کرتی جا رہی تھیں۔

''چائے کس نے بنائی ہے؟'' پہلا سپ لیتے ہی اس نے اذکاء سے پوچھا۔

''میں نے بنائی ہے بھائی۔''

''کیوں، زرش کہاں ہے، تمہیں پتہ ہے نا میں اسی کے ہاتھ کی چائے پیتا ہوں۔'' اس نے اپنی عادت بیان کی۔

''جی بھائی، اس کی طبیعت کچھ خراب ہے اس لئے وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہی ہے۔'' اذکاء نے مطلع کیا۔

''اچھا، تم یہ چائے پکڑو میں اسے دیکھتا ہوں۔'' چائے کا کپ اس کو تھما کر وہ گلاس ڈور دھکیلتا اندر چلا آیا۔

اس کے کمرے کے سامنے پہنچ کر اس نے دروازہ ناک کیا مگر جواب ندارد، اس نے بے چینی سے دروازہ دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا، کمرے میں نیم تاریکی تھی تمام لائٹیں بند تھیں، صرف گلاس ونڈو سے ڈوبتے سورج کی مدھم کرنیں گہری تاریکی سے محو گفتگو تھیں۔

سامنے ہی وہ بیڈ پر دراز تھی، وہ بے سدھ سی پڑی اپنے آپ سے بھی بے خبر لگ رہی تھی جانے کس احساس کے تحت وہ دھیرے دھیرے چلتا اس کے بیڈ تک چلا آیا سرخ رنگ کے لمبے قمیض اور سفید ٹراؤزرز میں اس کی دودھیا رنگت کمرے میں پھیلتے نیلگوں اندھیرے کو شکست دیتی دکھائی دے رہی تھی، اس کا لمبا دوپٹہ تھوڑا سا بازو پر پڑا تھا اور باقی ڈھلک کر زمین بوس ہو چکا تھا۔

سیاہ گھنے بالوں کی آوارہ لٹیں اس کے رخساروں سے پھسلتی سفید صراحی جیسی گردن پر چپک گئیں تھیں، بڑی بڑی پلکیں سیاہی کی چادر اوڑھے ان سنہری آنکھوں کی حفاظت پر مامور تھیں، خمیدہ لب بڑی نرمی سے ایک دوسرے سے محو گفتگو تھے، دوپٹے کی قید سے آزاد اس کا پرکشش سراپا قیامت برپا کر رہا تھا، اپنے ہوشربا حسن کی قیامتوں سے بے خبر وہ بڑی بے ترتیبی سے محو استراحت تھی۔

فرحال مشاہد کو کسی نے جادو کی چھڑی سے سحر زدہ کر دیا تھا وہ لاشعوری طور پر اس کے قریب بڑھتا جا رہا تھا، اس کی گہری نگاہیں زرش مطیب پر جمی تھیں اس نے بے اختیار دوپٹہ کھینچ کر اپنی گرفت میں لیا، اس معمولی سی ہلچل پر بے خبر سویا وجود کسمسایا تھا اور پرفسوں ماحول میں جیسے بجلیاں گرنے لگی تھیں فرحال مشاہد کا دل بڑی شدتوں سے دھڑکا تھا۔

کوئی احساس، کوئی جذبہ، کوئی رشتہ دھیرے سے دل کی سرزمین سے رخصت ہوا اور ایک نئی کونپل، نیا جذبہ دل کی سرزمین پر آ ٹھہرا، کچھ شوخ کچھ چنچل بہتے پانی کی طرح تیز، چلتی ہواؤں کی طرح مدہوش، ذرا ذرا سی لذت کی چاشنی لئے، فرحال مشاہد جاتے موسموں کو نہ روک سکا اور آنے والوں سے تکرار نہ کر سکا، وہ کھڑے کھڑے صدیوں کا سفر طے کر آیا۔

اس کی نگاہوں کا مطلب بدل چکے تھے، اس کے دل کے احساس تغیرات کے زیر اثر تھے، وہ مدہوش سا خود پر برسنے والے ساون میں کھڑا تھا، اس نے آگے بڑھ کر دوپٹہ اس کے وجود پر پھیلایا اور پھر کسی ٹرانس کی سی کیفیت نے اس



کے ہاتھوں نے کے ہاتھوں کو چھوا تھا، وہ ذرا سا کسمسائی تھی اور فرحال مشاہد جیسے ہوش میں آیا تھا۔

اپنے وجود کی حقیقت سے روشناس ہوا تھا، اپنے اور زرش مطیب کے رشتے کی نوعیت کا احساس ہوا تھا بڑی تیزی سے وہ کمزور لمحوں کی گرفت سے آزاد ہوا، وہ گومگو کی کیفیت میں اس کے کمرے سے نکلا اور تقریباً بھاگتا ہوا اپنے کمرے تک پہنچا، اس نے جلدی سے دروازہ لاک کیا، اس کا وجود پسینے پسینے ہو رہا تھا، دل عجیب انداز میں دھڑک تھا، اک ندامت کا احساس پورے وجود میں سرایت کر رہا تھا اس کے ساتھ ہی ایک بدلی بدلی سی کیفیت کا اظہار بھی ہو رہا تھا۔

''یہ میں کیا کرنے والا تھا، آخر مجھے کیا ہوا ہے؟ یہ سب کیا ہے، ایک دم نیا، انوکھا، دلفریب اور خوف دوسرے بھی اپنی دامن میں سمیٹے۔'' وہ الجھتا ہوا بیڈ پر بیٹھ گیا، بے چینی و بے قراری نے اسے پریشان کر ڈالا تھا، اسے اپنی بدلتی کیفیات کا مطلب سمجھ نہیں آ رہا تھا، دونوں ہاتھوں سے اپنے بال جکڑے وہ متفکر و پریشان تھا، نادم تھا، بیزار تھا۔

☆☆☆

اس بے چینی و بے قراری، ندامت اور بدلتی کیفیات کی تیرگی کا عقدہ تب کھلا جب زرش مطیب اس کے سامنے آئی اور ازلی بے تکلفی سے بولی۔

''کب سے بلایا ہے تمہیں کانوں میں روئی دے کر بیٹھے ہو۔'' آدھے گھنٹے تک جب وہ نہیں آیا تھا تو وہ خود ہی اس کے سر پر آ پہنچی۔

''سوری مجھے پتہ نہیں چلا۔'' اس نے جھوٹ بولا اور اسے نظر انداز کرتا وارڈ روب میں منہ گھسا کر کھڑا ہو گیا۔

''یہ دنیا کا سب سے ضروری کم ہے جو بعد میں نہیں ہو سکتا۔'' اس کی فضول مصروفیات دیکھ کر وہ تلملائی۔

''کوئی کام تھا؟'' اس نے اصل بات پوچھی۔

''ہاں عمارہ کے گھر میری اسائنمنٹ رہ گئی ہے وہ لے آؤ۔'' اس نے بھی مزید بحث نہ کی۔

''اوکے۔'' وہ مختصراً بولا۔

''یہ لو ایڈریس۔'' اس کے پاس آ کر زرش نے اسے کے ہاتھوں میں ایک چٹ تھمائی اور فرحال مشاہد کو گویا چار سو وولٹ کرنٹ لگا تھا، ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا، ان کے درمیان ہمیشہ بے تکلفی رہی تھی مگر اس قدر انوکھا احساس پہلے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا۔

بلیو اور وائٹ کمبی نیشن کے سوٹ میں میک اپ سے مبرا دھلے دھلائے چہرے میں وہ اسے بے بس کر رہی تھی اور اس لمحے اسے انکشاف ہوا تھا کہ وہ یعنی فرحال مشاہد، زرش مطیب سے محبت کرنے لگا ہے۔

جی ہاں محبت، اس دنیا کا سب سے مشکل امر ایک ایسی لڑکی سے جو اسے ایک بھائی کی طرح چاہتی ہے جو اس پر بہت اعتماد کرتی ہے اور فرحال مشاہد کے دل نے بڑی دلیری سے اس کے پاک و شفاف جذبات اور برادرانہ سوچ کی دھجیاں بکھیر دی تھیں۔

وہ محبت کر چکا تھا یہ جانتے ہوئے بھی وہ لڑکی ایسی بات سوچنے پر بھی فرحال مشاہد کا سر دھڑ سے جدا کر دے گی، جس نے ہمیشہ اسے بچوں کی طرح ٹریٹ کیا تھا جب اسے رشتوں کی ان غداری کی خبر لگے گی تو اس کا ردعمل کیا ہو گیا بہر حال فرحال مشاہد اس حسین لڑکی سے دیوانہ

وار محبت کر چکا تھا۔

"تم جاؤ یہاں سے میں کچھ دیر تک چلا جاؤں گا۔" اپنی کیفیات سے گھبرا کر اس نے زرش کو چلتا کیا اور وہ الجھتی ہوئی وہاں سے نکل گئی۔

☆☆☆

"رویت ہلال کمیٹی نے اعلان کر دیا ہے کہ چاند نظر آ چکا ہے، انشا اللہ کل سے رمضان المبارک کا آغاز ہو جائے گا۔" رویت ہلال کمیٹی کے ساتھ ہی ولید بھی اپنی نظریں آسمان پر گاڑھے بیٹھا تھا اور خبر ملتے ہی فوراً دوڑا چلا آیا۔

"ارے واقعی، مجھے بھی چاند دیکھنا ہے ولید بھائی۔" دعا مچلی۔

"جی چاند کچھ شرمیلا ہے، اپنے جیسا دوسرا شخص دیکھ کر شرما کر چھپ جاتا ہے۔" اس نے دعا کو چھیڑا۔

"بس بھی کریں بھائی۔" وہ جھینپ کر مسکرائی۔

اپنے ابراڈ جانے کے فیصلے کو رد کرنے کے بعد فرحال مشاہد کم ہی افغان پیراڈائز میں نظر آتا تھا۔

"چلو یہ چٹکلے چھوڑنا بند کرو اور دعائے خیر مانگو۔" زرش نے مدبرانہ انداز اپنایا اور اپنے ساتھ سب لوگوں کو تھرڈ فلور پر لے آئی، پہلے دن کا چاند کمان کی شکل اختیار کیے تمام تر برکتوں اور نورانیت سمیت آسمان کے سینے پر محو سفر تھا۔

"زرش، شہریار بھائی آئے ہیں۔" وہ سب دعائے خیر میں مگن تھے جب اذکاء نے آ کر اطلاع دی تو بچہ پارٹی کو وہیں چھوڑ کر وہ نیچے لاؤنج میں چلی آئی۔

"کیسے ہو شہریار؟" اسے دیکھتے ہی وہ خوشدلی سے مسکرائی۔

"ٹھیک ہوں بس جلدی سے تیاری پکڑو۔" اس نے بہ عجلت کہا۔

"کیوں خیریت۔" وہ حیران ہوئی۔

"بیٹا آپ کی پھپھو کی طبیعت کچھ خراب ہے صبح سے حنان اور اذکاء ان کے پاس تھے اب وہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں شہریار اسی سلسلے میں آیا ہے۔" خدیجہ نے اسے موجودہ صورتحال سے آگاہ کیا۔

"اوہ کیا ہوا پھپھو کو؟" وہ متفکر نظر آ رہی تھی۔

"کچھ نہیں بس شوگر لیول بڑھ گیا ہے۔" شہریار نے بتایا۔

"ٹھیک ہے چچی جان میں چلتی ہوں لیکن میں نے مما کو نہیں بتایا۔"

"انہیں معلوم ہے آپ جاؤ صبح میں اور آپ کی مما بھی چکر لگا لیں گے فی الحال ہمیں صبح کے روزے کے لئے سحری کی تیاری کرنی ہے اور آپ کے چچا بھی آنے والے ہیں۔" خدیجہ نے تفصیلاً بتایا۔

"جی۔" وہ اثبات میں سر ہلاتی شہریار کے ساتھ باہر نکل آئی، وہ پورچ تک پہنچے تھے جب فرحال مشاہد کی بلیک مرسڈیز نے افغان پیراڈائز کا گیٹ عبور کیا۔

"رمضان مبارک فرحال۔" اسے دیکھتے ہی وہ خوشدلی سے مسکرائی۔

"تمہیں بھی۔" وہ بدقت تمام مسکرایا اور شہریار سے بغل گیر ہوا۔

"اور ہینڈسم کہاں ہوتے ہو آج کل، کوئی لفٹ نہیں ہے۔" شہریار نے اسے چھیڑا۔

"بھائی آپ بھی نا، پتہ تو ہے آپ کو میڈیکل کس قدر ٹف فیلڈ ہے پھر بھی ایسا کہہ رہے ہیں۔" مسلسل مسکراتی زرش کو نظر انداز کرتا وہ سنجیدگی سے بولا اور پھر لب بھینچ لئے۔



"جسٹ کڈنگ یار، آئی کین انڈرسٹینڈ۔"

"تم آرام کرو، کافی تھکے ہوئے لگ رہے ہو، صبح پھر ملتے ہیں، میں پھپھو کی طرف جا رہی ہوں۔" اس کے چہرے پر پھیلتے تاریک سائے کو تھکاوٹ سے مشروط کرتی وہ ازلی توجہ و محبت سے بولی اور اس کا یہ انداز اسے زہر کی طرح اسے لگا تھا، وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل آیا۔

☆☆☆

"میرے خیال میں ایک بار زرش سے پوچھ کر ہی کوئی حتمی فیصلہ کرنا چاہیے۔" مطیب نے پرسوچ انداز اپنایا۔

"وہ ہماری بیٹی ہے مطیب، ہم اسے جانتے ہیں اور شہریار کوئی غیر تھوڑی ہے جو یوں سوچ بچار سے کام لیں، ثروت کی یہ اولین خواہش ہے میرے خیال میں مزید وقت ضائع کیے بغیر ہمیں فیصلہ لے لینا چاہیے۔" ریحانہ نے انہیں قائل کرنا چاہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے موحد۔" مطیب افغان نے مشورہ مانگا۔

"زرش ہمیں اذکاء اور دعا کی طرح ہی عزیز ہے بھائی جان، دوسرا ثروت آپی ہماری بہن ہیں، ان کی اولاد کی تربیت ہمارے سامنے ہے، بہر حال پھر بھی جو آپ فیصلہ کریں گے ہمیں وہ منظور ہے، اقرار یا انکار دونوں صورتوں میں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔" موحد نے انتہائی بردباری اور فہم و فراست سے جواب دیا۔

"کیوں ٹھیک ہے پھر عید کے دن منگنی کی رسم کر دیتے ہیں آپ ثروت کو مثبت جواب دے دیں۔"

مطیب افغان نے بالآخر ہاں کر ہی دی، گھر بھر میں اس خبر کے پہنچتے ہی کھلبلی سی مچ گئی تھی،

البتہ فرحال اس سارے معاملے میں خاموش تھا۔

"تمہیں شہریار پسند ہے۔" اذکاء نے برتن خشک کر کے سیلب پر رکھتے ہوئے استفہامیہ انداز اپنایا۔

"پتہ نہیں میں نے کبھی اس کے بارے میں اس انداز سے سوچا نہیں۔"

"تو پھر انکار کیوں نہیں کیا۔"

"کیونکہ مجھے لگا جو فیصلہ ہمارے بڑے کرتے ہیں وہ درست ہوتا ہے اور ویسے بھی مجھے ڈاکٹرز پسند ہیں اس لئے نو پرابلم، اگر مجھے اس سے محبت وحبت والا چکر نہیں ہے تو کوئی برا لگنے والا معاملہ بھی نہیں ہے۔" اس نے اذکاء سے زیادہ خود کو تسلی دی۔

"آپی اگر آپ شہریار بھائی کی باتوں سے فارغ ہو گئیں ہوں تو پلیز اسکواش لے آئیں، روزہ کھلنے والا ہے اور ہماری پیاس قطعاً شہریار بھائی کے ذکر سے نہیں بجھنے والی۔" حنان نے نجانے کہاں سے سر نکال کر اسے چھیڑا تھا اور اس کی خشمگیں نظروں سے خائف ہو کر فوراً بھاگ نکلا تھا، جبکہ اذکاء اور زرش دونوں بے اختیار ہنس دیں۔

☆☆☆

فرحال مشاہد کی اکثر و بیشتر معاملات میں عدم دلچسپی کو افغان پیراڈائز کے تمام افراد نے بخوبی محسوس کیا تھا مگر وہ کمال خوبصورتی سے کسی کو بھی باز پرس کا موقع فراہم کیے بغیر اپنی سرشت پر قائم و دائم تھا۔

رمضان المبارک اپنے اختتام کی طرف رواں دواں تھا، مگر فرحال مشاہد نے سحر و افطار میں اپنی شکل نہ دکھانے کی قسم کھا رکھی تھی زرش نے بارہا اس سے بات کرنے کی ٹھانی مگر کوئی موقع ہی ہاتھ نہ لگ رہا تھا اس پر مستزاد ثروت

کے ساتھ اس کے روزانہ بازار کے چکر لگ رہے تھے منگنی کی تیاریاں جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا زور پکڑتی جارہی تھیں رمضان، عید اور گھر میں ایک عدد بڑے پیمانے پر منعقد ہونے والے فنکشن نے ہر نفس کو اپنی جگہ بے حد معروف کردیا تھا۔

یہی حال زرش کا تھا، بالآخر چاند رات کا دن آپہنچا، دن ڈھلا اور چاند نے اپنی ایک ماہ قبل والی جھب دکھائی، مسرت و شادمانیوں کی چاندنیاں افغان پیراڈائز پر بکھری تھیں۔

''فرحال آج بھی گھر نہیں ہے۔'' بادام باؤل میں بھگو کر رکھتے ہوئے زرش نے کہا۔

''پتہ نہیں کن کاموں میں معروف ہے۔'' اذکاء نے اپنے مہندی والے ہاتھ دھو لیے۔

''کل آپ کی منگنی ہے آپی اور آپ اب تک یونہی گھوم رہی ہیں۔'' اسے یونہی خود سے بے پروا گھومتے دیکھ کر دعا کو غش آنے لگی۔

''تو کیا کروں مادام۔'' زرش نے مسکراہٹ دبائی۔

''آپی چلیں میں آپ کے مہندی لگا دیتی ہوں باقی کا کام اذکاء آپی کردیں گی۔'' اس کے مہندی سے پاک شفاف ہاتھوں کو حیرت سے دیکھ کر دعا نے استفسار کیا۔

''نجانے کیوں دل نہیں کر رہا، دعا گڑیا پلیز ڈونٹ فورس می۔''

''اگر کوئی اور وقت ہوتا تو آپی آپ کی مانتے بٹ آج آپ کو ہماری ماننی پڑے گی۔'' اسے ہاتھ سے پکڑ کر وہ زبردستی اپنے ساتھ لے گئی، کچھ ہی دیر میں اس کے ہاتھوں کی انگلیاں کمال مہارت سے زرش کے ہاتھوں پر بیل بوٹے بناتی جارہی تھیں۔

☆☆☆

اگلا دن عید کا تھا، ہر چہرہ خوشیوں سے لبریز تھا عید کے ساتھ زرش کی منگنی نے اک عجیب سی افراتفری مچادی تھی۔

مرد حضرات عید نماز ادا کرنے جاچکے تھے، خدیجہ، ریحانہ اور نبین سحر نے کچن کو رونق بخشی ہوئی تھی۔

عید نماز پڑھنے کے بعد وہ سب گھر آئے تو بیٹوں کو اپنا منتظر پایا، عید کی باقاعدہ مبارکباد کے بعد اب سب لڑکیاں اپنے پسندیدہ مشغلے میں مگن ہوچکی تھیں، موحد اور مطیب سے خاصی تگڑی رقم نکلوانے کے بعد وہ خاصی خوش و مطمئن لگ رہی تھیں۔

''یہ تو چیٹنگ ہے بڑے پاپا، آپ لڑکیوں کو زیادہ عیدی دیتے ہیں۔'' حنان نے منہ بسور کر شکوہ کیا۔

''کیونکہ بیٹیاں بڑی پیاری ہوتی ہیں یار۔'' سفید فراک میں ملبوس زرش کو دیکھ کر موحد اور مطیب نے کہا، حنان کا چہرہ مزید لٹک گیا۔

''اچھا تم لوگوں کو کیا چاہیے؟''

''زرش اور اذکاء بڑی ہونے کے ناطے ہر عید پر بچہ پارٹی کو عیدی میں کچھ نہ کچھ دیتی تھیں۔''

''اب ہم بڑے ہوگئے ہیں آپی، آپ کے بھائیوں کے بازوؤں میں اتنا دم خم ہے کہ وہ آپ کو عیدی دے سکیں۔'' ولید نے کسی فلم کے جذباتی ہیرو کی طرح ڈائیلاگ مارا تو سب کی ہنسی نکل گئی اتنے میں سفید کاٹن کے شلوار سوٹ میں اپنی تمام تر سنجیدگیوں میں آراستہ فرحال مشاہد لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔

سفید فراک میں اس پری پیکر کو دیکھ کر اس کے دل نے بے ساختہ ایک بیٹ مس کی تھی سفید چہرے اور ہم رنگ لباس میں اس کی سنہری آنکھیں سیاہ بال اور گلابی ہونٹ بڑے نمایاں ہو رہے تھے۔



سر سے پیر تک اس کا جسم اتھل پتھل ہوگیا۔

''فرحال، کہاں تھے تم، عید مبارک۔'' وہ فوراً اس کی طرف دوڑی تھی۔

''خیر مبارک تمہیں بھی۔'' اس نے مصنوعی مسکراہٹ سجائی۔

''اچھا بولو، تمہیں عیدی میں کیا چاہیے۔''

''زرش پلیز مجھے بچوں کی طرح ٹریٹ کرنا بند کرو، میں ایک بالغ اور سمجھدار انسان ہوں، ایم بی بی ایس کررہا ہوں اور عمر میں بھی تم سے محض دو برس ہی چھوٹا ہوں مگر تم تو خود کو دادی اماں سمجھتی ہو۔''

''فرحال، آر یو او کے، تم کتنے بھی بڑے ہو جاؤ میرے لئے وہی فرحال رہو گے، قد بڑا کر لینے سے انسان اپنے بڑوں سے بڑا نہیں ہو جاتا میرے بھائی۔'' اس کے تلخ جملوں کے بعد وہ انتہائی دکھ و تکلیف میں مبتلا کہہ رہی تھی اور اس کی بات کے اختتام پر فرحال کا دل چاہا تھا خود کو گولی سے اڑا دے، وہ اس کے جذبات کا احترام کرنا چاہتا تھا مگر کہیں نہ کہیں اس کا دل سرکشی کر ہی جاتا۔

''آپی نے فرحال کو ناراض کر دیا۔'' دعا نے دکھ سے کہا اس کی شفاف آنکھوں میں پانی کے قطرے تھے اور اذکاء نے ٹھٹھک کر اس کے جملے پر غور کیا۔

☆☆☆

''تم خوش ہونا۔''

''یہ کیسا فضول سوال ہے؟'' زرش چڑ کر بولی۔

''کل ہماری منگنی ہے میں تمہاری رضا مندی جاننا چاہتا ہوں۔''

''اف اتنی جلدی، تم پاگل ہو شہریار، یقیناً مجھے اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں تب ہی میں یہ منگنی کر رہی ہوں اب میرے خیال میں اس سوال کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔''

وہ پہلے ہی بھری بیٹھی تھی سارا غصہ شہریار کی فون کال پر نکل گیا۔

''کیا بات ہے اس قدر روڈ کیوں ہو رہی ہو؟'' شہریار فوراً بھانپ گیا۔

''میں فرحال کی وجہ سے پریشان ہوں نجانے کیا مسئلہ ہے اس کے ساتھ۔''

''ہوں، اس کی بچوں کی طرح کیئر کرنا چھوڑ دو، میرے خیال میں اب وہ عمر کے اس دور میں ہے جب وہ اپنے معاملات خود ہینڈل کرسکتا ہے۔''

''یعنی وہ پریشان رہے اور میں اس کی فکر نہ کروں بہت خوب۔'' اس کا تن من جھلس گیا شہریار کی بات سن کر۔

''ہاں میں چاہتا ہوں کل شام تک کم از کم تم میری فکر کرو۔'' وہ گمبھیرتا سے بولا۔

''میں سچ میں پریشان ہوں۔'' اس کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔

''او کے تم فرحال کو مناؤ میں کل بات کرتا ہوں۔'' وہ خفا خفا سا بولا، مگر زرش کے پاس وقت کہاں تھا اس کی ناراضگی پر غور کرنے کا، لہٰذا جھٹ سے کال ڈس کنکٹ کردی۔

☆☆☆

کئی دنوں کی محنت رنگ لائی اور افغان پیراڈائز چاندنیوں میں نہایا بقعہ نور بنا ہوا تھا، گولڈن اور گرین کمبی نیشن کے کامدار لہنگے میں ہم رنگ جیولری اور لائٹ میک اپ نے ہمراہ اس نے حسن جیسے لفظ کو بھی مات دے دی تھی، ریحانہ کئی بار اس کی نظر اتار چکی تھیں۔

خوب ٹوٹ کر اس کے چہرے پر نور آیا تھا،

ہر شخص نے اس کے بے پناہ خوبصورت سراپے کی تعریف کی تھی، اپنے بڑوں کی شفقت کے سائے میں اسے اسٹیج پر لا کر بٹھایا گیا۔

"فرحال نہیں آیا۔"

"اس کا نمبر آف ہے میں نے بہت بار ٹرائی کر لیا، پلیز زرش اب رسم کر لو بہت لیٹ ہو چکے ہیں اس کے انتظار میں۔"

اذکاء نے منت کی تو بوجھل دل کے ساتھ اس نے اثبات میں گردن ہلا دی، شہریار نے اس کی انگلی میں ایمرلڈ کی خوبصورت رنگ پہنا دی، اس کی آنکھوں سے دو شفاف قطرے نکل کر ہتھیلی کی پشت پر گرے یہ کس لئے تھے اسے خود بھی معلوم نہیں تھا پھر اس نے غائب دماغی سے شہریار کو انگوٹھی پہنائی، ہر طرف مبارک سلامت کا شور اٹھا، کتنے ہی کیمرے کھٹک کھٹ اس منظر کو تصویروں میں قید کرنے لگے ہر شخص مسکرا رہا تھا، تمام لوگ خوش تھے مگر اس کا روم روم اداسی کی تصویر بنا تھا۔

☆☆☆

شب کا آخری پہر تھا، افغان پیراڈائز کے تمام افراد تھکنے کا شور مچاتے ہوئے اپنے اپنے کمروں میں گھسے خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے، مگر زرش لاؤنج میں جلے پیر کی بلی کی طرح دائیں بائیں چکر کاٹ رہی تھی، اسے انتظار تھا تو صرف فرحال مشاہد کا۔

جس نے اس کی زندگی کے اس قدر حسین دن کو اسے افسردہ و رنجیدہ کیا تھا، صبح کے چار بج رہے تھے فجر کی اذان کی صدائیں چاروں اور سے بلند ہونے لگیں، زرش ایسے اسی ڈریس میں محو انتظار تھی، اسے خوف تھا کہ اگر وہ چینج کرنے چلی گئی تو کہیں فرحال اس سے ملے بغیر کمرے میں نہ چلا جائے۔

اس کے انتظار کی حد ہو گئی جب بلیک کوٹ کو بازو پر لٹکائے، کف کہنیوں تک موڑے، بکھرے بال اور ستے ہوئے چہرے کے ساتھ اس نے لاؤنج میں قدم رکھا، زرش تیر کی طرح اس کی طرف لپکی تھی۔

"کہاں تھے تم؟" اس نے بے حد غصے میں استفسار کیا۔

فرحال مشاہد نے سرخ ڈوروں سے بھری خوابناک نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

خوبصورت سنہری آنکھوں میں تیرتا نیند کا خمار بوجھل پلکیں، بے حد چمکدار سفید رنگت، سرو قد گولڈن اور سبز امتزاج کا لہنگا، شانے پر ڈھلکتا بھاری دوپٹہ خود سے بے نیاز لاپرواہ حسن اور شب کا یہ آخری پہر، وہ بے اختیار ہونے لگا تھا۔

"صبح بات کریں گے۔"

"نہیں مجھے ابھی بات کرنی ہے۔" وہ تن کر اس کے سامنے آ گئی۔

"میں بہت تھک گیا ہوں آرام کرنا چاہتا ہوں۔" نگاہیں اٹھائے بغیر اس نے مدھم لہجے میں کہا جانے کیوں اسے لگا تھا وہ آج اس سے جیت نہیں پائے گا اسی لئے اسے مکمل نظر انداز کرتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے میں آ گیا، وہ بھی اس کے پیچھے تھی۔

"زرش پلیز، میرے حق میں یہی بہتر ہے تم فی الحال جاؤ۔" اس نے بے بسی سے کہا۔

"فرحال کیا ہو گیا ہے ایسا جو تم مجھے کتنے ہی عرصہ سے اگنور کر رہے ہو، اگر کوئی مسئلہ ہے تو مجھے بتاؤ، تمہارے رویے کا فرق مجھے پریشان کر رہا ہے۔" اس نے روہانسی ہو کر گلوگیر آواز میں کہا تو فرحال نے تھک کر مزاحمت چھوڑ دی۔

"تمہاری غلط فہمی ہے بس ذرا مصروفیت بڑھ گئی ہے۔" دیکھے بغیر جواب آیا۔

"اتنی مصروفیت عید کا دن بھی باہر اور وہ زرش جس کے کہے بغیر تم پانی نہیں پیتے اس کی اتنی بڑی خوشی میں تم نہیں تھے فرحال کیوں، میں وجہ جاننا چاہتی ہوں، ایسا کون ہے تمہاری زندگی میں جس نے تمہیں ہم سے چھین لیا ہے۔" وہ مدہم سروں میں بول رہی تھی اور فرحال مشاہد کا دل کٹتا جا رہا تھا۔

"بتاؤ خاموش کیوں ہو۔" اس نے اسے جھنجوڑ ڈالا۔

"مت کرو اس قدر اصرار اس آگ میں جلنے کا زرش مطیب، میں اکیلا یہ سزا کاٹ رہا ہوں مجھے کاٹنے دو، مت بنو اس اذیت کی حصہ دار۔"

اسے کلائیوں سے تھام کر فرحال مشاہد نے اپنی سمت کھینچا تھا، وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے شدت ضبط سے سرخ پڑتا فرحال مشاہد کا چہرہ دیکھ رہی تھی، اس کی آنکھوں میں عجیب سی اجنبیت اور وحشت تھی اس کی گرفت میں اس قدر مضبوطی تھی کہ وہ ہل بھی نہ سکی۔

"کیا جاننا چاہتی ہو، پوچھو کیا پوچھنا ہے؟"

اس کے لفظوں میں شعلوں کی لپک تھی یہ وہ فرحال تو نہیں تھا جسے وہ بچپن سے جانتی تھی، یہ تو کوئی اجنبی وحشی تھا، اس کی آنکھوں سے تواتر سے آنسو پھسلنے لگے تو اس نے بے بسی سے آنکھیں میچ لیں، وہ خود کو چھڑانے کی مزاحمت بھی نہیں کر پائی تھی۔

اور اس کے آنسوؤں سے فرحال مشاہد کو احساس ہوا تھا کہ وہ اپنی تمام بے بسی زرش مطیب پر انڈیل چکا ہے، اس نے سرعت سے زرش کو چھوڑا اور ایک بار پھر کمرے سے باہر نکل گیا، زرش وہیں بیٹھ کر گھٹنوں کے بل رونے لگی تھی، اس بار آنسوؤں نے شدت اختیار کر لی تھی۔

☆☆☆

"میرے دوست کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا بڑے پاپا، میں وہیں تھا، آپ سب کو اس لئے نہیں بتایا کہ خوامخواہ پریشان ہوں گے۔" اگلی صبح خود کو فریش کرنے کے بعد وہ نادم سا صفائی پیش کر رہا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے آپ نے اخلاقی فرض نبھایا ہمیں خوشی ہے لیکن پھر بھی آپ کو گھر کی خوشی میں شرکت کرنی چاہیے تھی زرش آپ سے کس قدر انسیت رکھتی ہے ہمیں اندازہ ہے۔" مطیب نے مدبرانہ انداز میں اسے سمجھایا۔

"آئی ایم ساری بڑے پاپا، میں آئندہ خیال رکھوں گا۔" اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔

"گڈ بیٹا جی، اب ناشتہ کریں اور بچوں کو ثروت کی طرف لے جائیں، انہوں نے شہریار کی طرف سے بچوں کو ٹریٹ دینی ہے۔"

"جی بڑے پاپا۔" اس نے فرمانبرداری سے سر ہلایا۔

"ولید تم اپنی گاڑی نکالو، میں اور اذکاء تمہارے ساتھ چلیں گے، راستے میں مجھے پھپھو کے لئے کچھ لینا ہے۔" وہ گاڑی نکال رہی تھا جب اسے یکسر نظر انداز کیے زرش نے ولید کو مخاطب کیا، کچھ گھنٹے قبل پیش آنے والا واقعہ فرحال مشاہد کی نگاہوں میں گھوم گیا اور ندامت کا گہرا احساس اس کے وجود کا گھیراؤ کرنے لگا۔

☆☆☆

"کیا ہوا زرش کچھ پریشان لگ رہی ہو۔" شہریار نے اس کی سنجیدگی کو بہت شدت سے محسوس کیا تھا۔

"کچھ نہیں بس فرحال کے بارے میں

پریشان ہوں، نجانے جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے وہ بدلتا جا رہا ہے۔" بات کرنے کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بھی برسنے لگیں تھیں۔

"زرش، کیا یہ ضروری ہے کہ اتنے خوبصورت بندھن میں بندھنے کے بعد بھی ہم دوسروں کی باتیں کریں، پلیز ایک بار افغان پیراڈائز کو چھوڑ کر عدنان ولا کو سوچو، اس کے مکینوں کی خواہشات اور مزاج کو سمجھنے کی کوشش کرو۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا شہریار، عدنان ولا پہلے میری پھپھو کا گھر ہے بعد میں میرا سسرال، اس گھر کے افراد کو میں اتنا ہی سمجھتی ہوں جتنا افغان پیراڈائز کے مکینوں کو، مجھے انہیں نئے سرے سے پرکھنے کی ضرورت نہیں اور دوسروں سے تمہارا کیا مطلب ہے، فرحال کوئی دوسرا نہیں ہے سب سے پہلے وہ ہی ہے میری ترجیحات میں اور تم اس بات سے بخوبی آگاہ ہو۔" وہ برہم ہوئی۔

"اوکے غصہ مت کرو، ورنہ اور بھی خوب صورت لگتی ہو۔"

"شہریار میں اپنے دل کی باتوں کو تمہارے ساتھ شیئر کر رہی ہوں کیوں؟ اس بات کا کیا مطلب ہے؟ کیونکہ میں تمہیں کوئی خاص مقام دینے کا ارادہ رکھتی ہوں پوری ایمانداری اور وفا داری سے اپنا رشتہ نبھانے کا عہد کر رہی ہوں۔" وہ کسی طور اسے بخشنے کو تیار نہ تھی۔

"آئی ایم ساری میڈم، پلیز اس بندہ ناچیز کی جان بخشی کیجئے۔" وہ باقاعدہ مسکرایا۔

"بس کرو اب۔" وہ جھینپ کر مسکرائی۔

"اچھا، جناب کی رنگ کہاں ہے جو آپ کے چاہنے والے نے بڑی محبت سے خریدی تھی۔"

"اس کی انگلی میں پکھراج سے جڑی انگوٹھی دیکھ کر اسے خیال آیا۔"

"اوہ وہ مجھے کافی ہیوی لگ رہی تھی اس لئے نے اتار دی، یہ پکھراج مجھے فرحال نے گفٹ کیا ہے جب وہ چاچو کے ساتھ ٹوکیو گیا تھا تب میرے لئے لایا تھا کافی سالوں سے یہ میری انگلی میں ہے مجھے اب اس کی عادت سی ہو گئی ہے۔" اس نے انگوٹھی کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بتایا اور شہریار نجانے کیوں الجھ سا گیا۔

"میرے خیال میں اب اپنی عادتیں بدل لوں۔" وہ ذومعنی انداز میں کہتا لان میں چلا گیا اور وہ لاؤنج میں بیٹھی اس کے جملے کو کئی مفہوم پہناتی رہی۔

☆☆☆

"یہ لو منہ میٹھا کرو۔" زرش نے فرحال کے منہ میں برفی کا چھوٹا سا ٹکڑا ڈالا۔

"کیوں تمہارا رزلٹ آ گیا ہے۔"

"نہیں بدھو، تمہارے نام قرعہ فال نکل آیا ہے۔" گزشتہ دنوں کی بے زاری بھلائے وہ شگفتگی سے بولی۔

"سیدھی طرح بتاؤ کیا بات ہے۔" وہ الجھا۔

"ہمارے گھر کے تمام عزت مآب بزرگوار کی مشترکہ رائے سے یہ فیصلہ قرار پایا ہے کہ آپ کے ساتھ ساری عمر کے لئے دعا موحد افغان کا نام جوڑ دیا جائے، شام تک یہ خبر آپ تک پہنچنی تھی مگر میرے ہوتے فرحال مشاہد کو دیر سویر کوئی اطلاع ملے امپاسبل۔" اس نے دوستانہ انداز اپنایا۔

"وٹ...... ہیو یو گون میڈ۔" وہ شدت ضبط سے سرخ پڑ رہا تھا۔

"سب کو کس بات کی جلدی ہے۔" وہ بپھرا، خود سے لڑتے لڑتے خود کو چھپانے چھپانے



اپنی ذات کا بھرم قائم رکھتے رکھتے وہ تھکنے لگا تھا ایسے میں ایک اور نازک ذمہ داری جسے ایمانداری سے نبھانے کا اس میں حوصلہ نہیں تھا۔

"جلدی کی کیا بات ہے فرحال، اگر تم کسی اور کے ساتھ کمٹڈ ہو تو الگ بات ہے۔"

"کیا ہر بات میں تمہارا رائے دینا بہت ضروری ہے۔" وہ تڑخ کر بولا۔

"فرحال، ایک منٹ کیا کہا تم نے، میرا بولنا ضروری ہے، یعنی میں کچھ نہیں ہوں، تم نے مجھے اتنا ارزاں کر دیا ہے، مجھے یقین نہیں ہو رہا کہ یہ وہی فرحال ہے جسے میں برسوں سے جانتی ہوں، واقعی تم بڑے ہو گئے ہو اتنے بڑے کہ مجھ سے بلند آواز میں بات کر سکتے ہو، میرے منہ پر کوئی بھی بات مار سکتے ہو مجھے اپنی زندگی اور معاملات سے دور رہنے کی تنبیہ کر سکتے ہو، تم واقعی بڑے ہو گئے فرحال۔" بڑی بڑی آنکھوں میں حیرت سموئے وہ کافی دنوں سے چلتے اس چھپا چھپائی کے کھیل کا نچوڑ نکال رہی تھی۔

"میں کچھ نہیں ہوں تمہارے لئے آئی۔" وہ زیر لب بڑبڑائی، اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور تیزے کی کوئی انی تھی جو اس کے سینے میں اتر گئی، درد کی لہروں نے اسے فق کر ڈالا تھا۔

"تم ہی ہو سب کچھ میرے لئے، لیکن میں تمہیں کبھی نہیں بتا پاؤں گا۔" بوجھل ہوتے قدموں کو دھیرے دھیرے اٹھاتے ہوئے وہ سوچ کر رہ گیا، ایک جان لیوا تھکن نے اس کے وجود میں قیام کر لیا تھا۔

☆☆☆

"آج کا یہ ڈنر میں نے خاص تمہارے لئے ارینج کیا ہے۔" شیرٹن میں اسے ڈنر پر انوائیٹ کرنے کے بعد، اس کے آنے پر شہریار عدنان کہہ رہا تھا، ساتھ ہی کرسی پیچھے دھکیل کر اس کو بیٹھنے کا اعزاز دیا اور خود سامنے والی نشست سنبھالی۔

"آئی نو بتانے کی ضرورت نہیں۔" وہ مسکرائی۔

"اوہ مائی گاڈ مائی گڈنیس میم۔" وہ خوشدلی سے بولا۔

"اور بتاؤ کیا ہو رہا ہے آج کل۔" اس کی گہری نگاہوں سے خائف ہو کر زرش نے موضوع بدلا۔

"تمہیں دیکھ رہا ہوں فی الحال اور سوچ رہا ہوں خدا ایسے خوب صورت چہرے کیسے تخلیق کر لیتا ہے۔" وہ گمبھیرتا سے بولا تو زرش جھینپ گئی۔

"بس بھی کرو، اب ایسی بھی خوب صورت اپسرا نہیں ہوں۔" وہ خائف ہوئی۔

"کسی اپسرا سے کم بھی نہیں ہو۔" اس نے شوخی سے اس کا نرم تحرو ٹی ہاتھ تھاما۔

"کھانا آرڈر کریں۔" وہ نروس ہوئی۔

"جی بالکل۔" وہ شرافت کے لبادے میں گھسا۔

"آج کل اسپشلائزیشن کے لئے انگلینڈ جانے کا ارادہ ہے، اسی کے لئے اپلائی کیا ہے نیکسٹ ویک تک ریپلائے آئے گا تو پتہ چلے گا۔" کھانا آرڈر کرنے کے بعد اس نے مختصراً بتایا۔

"ہاں تو یہ اچھی بات ہے۔" اسے حقیقتاً خوشی ہوئی۔

"لیکن اس سے پہلے میں شادی کرنا چاہتا ہوں زرش۔"

"کیا...... مگر اتنی جلدی کیوں؟" اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔

"کیا مطلب کوئی مسئلہ ہے کیا؟"

"نہیں لیکن میرے خیال میں شادی جیسے

رشتے کو ہینڈل کرنے کے لیے ہم ابھی میچور نہیں ہیں شہریار، میں ابھی اس قسم کے ریلیشن کی اہل نہیں ہوں، تم اسٹیبلائزیشن کر لو پھر سوچتے ہیں۔"

"آج نہیں تو کل یہی سب ہونا ہے تم باوقار، سلجھی اور سمجھدار لڑکی ہو، میرے خیال میں تھنگ کنڈ بی ڈیفیکلٹ فار یو۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے بٹ؟" وہ دانستہ بات ادھوری چھوڑ گئی۔

"کیا چیز ہے جو تمہیں روک رہی ہے زرش، یو کین شیئر ودمی۔" وہ دوستانہ انداز میں بولا۔

"او کے فائن جیسے تم چاہو۔" اس نے موضوع بند کیا اور پھر وہ ادھر ادھر کی ہلکی پھلکی گفتگو کرنے لگے۔

"زرش تم نیلز نہیں بڑھاتی جب کہ لڑکیوں کو تو کریز ہوتا ہے۔" یکلخت شہریار نے پوچھا۔

"ہاں مجھے بھی پسند ہیں لیکن فرحال کو پسند نہیں وہ نہیں رکھنے دیتا لمبے ناخن۔" اس نے سادگی سے بتایا۔

"لیکن مجھے پسند ہیں تم بڑھاؤ۔" وہ ضدی انداز میں بولا۔

"عجیب بات ہے نہیں، شہریار اب تو مجھے بھی لمبے ناخنوں کی عادت نہیں۔" اس نے گھبرا کر وضاحت دی۔

"لیکن میں کہہ رہا ہوں زرش تم بڑھاؤ ناخن، مجھے لمبے اچھے لگتے ہیں۔"

"اچھا بابا شادی کے بعد بڑھالوں گی ابھی نہیں ورنہ فرحال تو کھانا پینا چھوڑ دے گا اور تمہیں پتہ ہے وہ چائے صرف میرے ہاتھ کی پیتا ہے۔"

"اب یہ مت کہنا کہ تمہیں بال بھی فرحال نہیں کٹوانے دیتا کیوں کہ اسے لمبے بال پسند ہیں۔"

"ایگزیکٹلی۔" اس کے درست اندازے پر وہ ہنستی چلی گئی۔

"فرحال کو سفید رنگ پسند ہے اور اس وقت زرش مطیب سفید رنگ زیب تن کیے ہوئے ہیں، اسے ناخن لمبے پسند نہیں زرش مطیب ناخن بڑھانا چھوڑ چکی ہیں، اسے لمبے بال پسند ہیں زرش مطیب بال نہیں کٹواتی، زرش مطیب کے علاوہ وہ کسی کے ہاتھ کی چائے نہیں پیتا اور بھی ہزاروں باتیں ہیں جن میں وہ قابض نظر آتا ہے۔" وہ تلخی سے بولا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو شہریار۔" وہ الجھ کر بولی۔

"تم فرحال کی بہن کم اور محبوبہ زیادہ لگتی ہو زرش، خود کو دیکھو، تم کیا ہو؟ تمہاری پسند ناپسند کیا ہے تمہاری اپنی ذات کا حصہ کہاں ہے، تمہاری شخصیت کا پہلو کہاں نمایاں ہے، کہیں بھی نہیں، زرش مطیب تو کہیں بھی نہیں سرتاپیر تمہارے اندر فرحال مشاہد بولتا ہے، تمہاری ذات کہیں گم ہو گئی ہے اب صرف فرحال مشاہد، تمہاری باتوں میں تمہاری فکروں میں تمہارے احساسات میں تمہاری تنہائیوں میں، جو لڑکی اپنی منگنی کی انگوٹھی سے زیادہ اس رنگ کو فوقیت دیتی ہے جو اسے فرحال مشاہد نے گفٹ کی ہو تو اس مقام سمجھنے میں دیر نہیں لگتی مس زرش مطیب، تمہارے وجود میں خود تمہارا کوئی حصہ نہیں تو میں کہاں خود کو تم میں ڈھونڈوں یا تم سے اپنے لئے تھوڑی سی جگہ تمہارے دل میں مانگ سکوں، میرے خیال میں ہم نے نیا رشتہ بنانے میں کر دی ہے زرش ہمیں اچھی طرح تمام پہلوؤں کو سوچ لینا چاہیے تھا۔"

وہ جو کب سے دم سادھے اس کے سنگلاخ الفاظ



اپنے کانوں میں انڈیل رہی تھی ناگواری سے سر جھٹک گئی۔

"شہریار شیم آن یو، تم نے ہمارے بہن بھائیوں کے پاکیزہ رشتے کو پامال کیا، اگر کوئی اور ہوتا تو میں اس کی غلط فہمی دور کر دیتی مگر تم، تم تو سب کچھ جانتے ہو، تم اس معصوم سے حسد کر رہے ہو، تم ہمارے رشتے پر کیچڑ اچھال رہے ہو، ہاں وہ میرے وجود کا حصہ ہے میرے لئے سب سے اہم ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں رشتوں میں توازن قائم رکھنا نہیں جانتی اور رہی بات ہمارے ریلیشن کی تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو، جو شخص اس قدر گھٹیا سوچ کا مالک ہو میں اس کے ساتھ ایک لمحہ بھی نہیں گزار سکتی، پوری زندگی تو بس ایک سوالیہ نشان ہے۔" وہ درشتی و خفت سے بولی۔

"یہ لو اپنی انگوٹھی اور سوچتے رہو جو تم نے سوچنا ہے۔" اس نے ایمرلڈ رنگ اس کے سامنے ٹیبل پر پٹخی اور ولید کا نمبر ملایا۔

"ولید مجھے شیرٹن سے پک کر لو۔"

پندرہ بیس منٹ کے انتظار کے بعد ولید اسے لے کر چلا گیا اور شہریار کتنی ہی دیر بھاپ اڑاتے گرم کھانے کو دیکھتا رہا جو وہ کھائے بغیر جا چکی تھی۔

☆☆☆

"آپ نے انکار کیوں کیا؟" وہ سونے کی تیاری کر رہا تھا جب دروازے پر دستک ہوئی اس نے دروازہ کھولا تو سامنے دعا کو پایا اور وہ بلاتمہید شروع ہو چکی تھی۔

"رات بہت ہو چکی ہے ہم صبح بات کریں گے۔" فرحال نے اسے نرمی سے سمجھانا چاہا۔

"نہیں دن رات کی کوئی شرط نہیں فرحال، بس مجھے بتائیں، ایسا کیا جواز ہے جس نے آپ کو مجھے رد کرنے پر مجبور کر دیا۔" وہ باؤلی ہو رہی تھی اور فرحال بری طرح جھنجلایا تھا۔

"تم ان باتوں کو سمجھنے کے لئے بہت چھوٹی ہو دعا، میں نے کبھی تمہارے بارے میں اس طرح نہیں سوچا اذکاء کی طرح تمہیں اپنی بہن سمجھتا ہوں۔" رات کی تاریکی اور چاروں اور پھیلے سناٹے کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نے اپنی آواز حتی المقدور کم رکھی تھی، دعا کی آنکھیں آنسوؤں سے تر بتر تھیں، اس قدر خوبصورت اور معصوم لڑکی کا دل وہ کبھی نہیں دکھانا چاہتا تھا مگر وہ مجبور تھا۔

"آپ زرش آپی کی وجہ سے انکار کر رہے ہیں نا۔" وہ آنسوؤں کے درمیان بولی تھی اور فرحال کے قدموں تلے زمین کھسک گئی۔

"یہ کیا بکواس ہے۔" وہ تلملایا۔

"بکواس نہیں حقیقت ہے۔" وہ نڈر سی ہو کر بولی، اس کی آواز بلند تھی، زرش جو فرحال سے اپنی منگنی کے ختم ہونے کے بارے میں بات کرنے آئی تھی دعا کی آواز سن کر تھم سی گئی، پھر ہمت باندھتے ہوئے اس نے قدم اندر رکھا، دروازے کی چرچراہٹ سے دونوں نے چونک کر دیکھا۔

"لیں آ گئیں وہ جن کا آپ کو انتظار رہتا ہے۔" دعا نے طنز کیا۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے۔" زرش نے حیرت سے دریافت کیا۔

"اپنی جگہ آج مجھے دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے آپی۔" وہ استہزائیہ ہنسی، جبکہ زرش فق چہرہ لئے اسے ناسمجھی کے عالم میں دیکھ رہی تھی۔

"زبان بند رکھو دعا ورنہ میں تمہارا حشر کر دوں گا۔"

"کر دیں حشر آپ کے ہاتھوں سب گوارا

ہیں۔" وہ دیوانی سی بولی۔

"جن کی خاطر جوگ لیا ہے ان کو بھی تو پتہ ہونا چاہیے کہ کسی کے دل میں کتنا خاص مقام ہے ان کا۔"

"یہ سب کیا کہہ رہیں دعا، بتاؤ فرحال۔"

"یہ پاگل ہوگئی ہے تم دھیان مت دو اور جا کر آرام کرو۔" فرحال نے بات رفع دفع کرنی چاہی۔

"کیوں زرش آپی، کیوں چھپنا آپ نے اس شخص کو ہم سب سے جواب دیں مجھے۔"

"دعا میری جان کیا ہوا ہے تمہیں۔" زرش اس کی مخدوش حالت پر تڑپ اٹھی۔

"آپ کو پتہ ہے آپی، فرحال ایم بی اے کرنا چاہتے تھے مگر آپ نے کہا مجھے ڈاکٹرز اچھے لگتے ہیں اسی دن انہوں نے اپنا aim بدل لیا، وہ ایم بی بی ایس کر رہے ہیں ان کے ڈیسک ٹاپ پر آپ کی تصویر ہے اور ان کے دل پر بھی آپ کی تصویر ہے، انہیں کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا، وہ پہروں ٹیرس پر بیٹھ کر صرف آپ کو دیکھتے ہیں ان کی آنکھوں میں آپ کے لئے دیوانگی ہے جیسی میری آنکھوں میں ان کے لئے ہے، میں ان کی وحشتوں کو سمجھ گئی مگر آپ لاتعلق بن کر ان کی بے قراری کو انجوائے کر رہی ہیں، بھائی کا ڈھونگ رچا کر اپنے پیچھے پاگل کر رکھا ہے اسے آپ نے اور کچھ نہیں تو کم از کم اپنی عمر کا تو لحاظ کیا ہوتا آپی خود سے چھوٹے لڑکے سے عشق لڑاتے شرم نہیں آئی آپ کو آپ تو اس قابل......"

"تڑخ۔" دھڑ...... دھڑ...... دھڑ ساتوں آسمان اس کے سر پر آن گرے۔

فرحال مشاہد کا فولادی ہاتھ دعا کے چہرے پر اپنا پنجہ ثبت کرتے ہوئے اس کے چودہ طبق روشن کر گیا۔

"آپی بے ہودہ بکواس بند کرو ورنہ میں تمہاری زبان کھینچ لوں گا۔" وہ پورے طیش میں آ کر چلایا تھا، مارے اشتعال کے اس کی رگیں تن گئیں اور آنکھوں میں خون اتر آیا اور چند لمحوں میں پورا افغان پیراڈائز اس کے کمرے میں جمع تھا۔

دعا کو روتے، فرحال کو غصے میں اور زرش کو بت بنے دیکھ تمام لوگ پریشان ہوا ٹھے تھے۔

"دعا میری بچی کیوں رو رہی ہو، فرحال کیا ہوا ہے، کوئی کچھ تو بتاؤ۔" بیلن نے اضطراب سے پوچھا۔

"کچھ نہیں مما۔" فرحال نے پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔

"فرحال جو کچھ دعا کہہ رہی ہے کیا یہ سچ ہے۔" زرش ٹرانس کی کیفیت میں چلتی اس کے سامنے آئی۔

"کیا یہ سچ ہے۔" وہ ابھی تک بے یقین تھی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے زرش۔" اس نے سر جھکا کر کہا اور دل پر جیسے برچھیاں چلنے لگی تھیں۔

"سنا تم نے دعا، یہ میرا فرحال ہے، یہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔" وہ بڑے استحقاق سے مسکرائی تھی۔

"فرحال تو پھر دعا سے شادی کر لو وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔"

"میں یہ نہیں کر سکتا۔" وہ دوٹوک انکار کر گیا۔

"کیوں؟"

"بس اب وجہ مت پوچھو۔"

"اذکاء دعا کو لے جاؤ۔" خدیجہ نے کہا تو اس نے فوراً سر ہلایا۔

"ولید، حنان، بیٹا آپ بھی اپنے روم میں



جاؤ۔" مطیب نے انہیں منظر سے ہٹایا۔

"مجھے وجہ جاننی ہے۔"

"جس لڑکی کی نظر میں تمہاری عزت نہیں میں اسے اپنی نفرت کے قابل بھی نہیں سمجھتا۔"

"وہ بچی ہے نا سمجھ ہے۔"

"وٹ سو ایور۔" وہ نروٹھے پن سے بولا۔

"فرحال تم میری بات نہیں مانو گے، دیکھو سب ہمیں غلط سمجھ رہے ہیں، ہم پر انگلی اٹھا رہے ہیں۔"

"سب نے ہماری ساتھ زندگی نہیں گزارنی زرش اور کس بات کا ڈر ہے تمہیں مجھ سے محبت کا، ہاں ہے مجھے تم سے محبت، اپنے تمام گھر والوں کے سامنے میں اس سچائی کا اقرار کرتا ہوں، تمہیں ڈرتا میں کسی معاشرے کی زنجیر سے۔" وہ چیخ کر بولا۔

زرش مطیب نے پورے زور سے اسے ایک طمانچہ رسید کیا اس کا وجود پانی بن کر بہنے لگا تھا، جس کے لئے وہ سارے زمانے سے لڑتی آئی تھی آج اس نے ہی اس کا مان ریزہ ریزہ کر دیا۔

"بتاؤ زرش اس میں غلط کیا ہے، کسی کو گناہ بنا ہے کیا۔"

"فرحال دفع ہو جاؤ میری زندگی سے اور میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔"

"کیوں...... کیونکہ میرا جرم تم سے محبت کرنے کا ہے، بچپن سے لے کر اب تک تم نے مجھے اپنا عادی بنا لیا ہے زرش، اب تمہیں کسی اور کے حوالے سے دیکھنا میرے تن بدن میں آگ لگا دیتا ہے۔"

خدیجہ، موحد، مطیب، بیلن اور ریحانہ چپ چاپ ان کی باتیں سن رہے تھے اور اپنے والدین کے سامنے فرحال کی یہ باتیں زرش کو زمین میں

گاڑھ رہی تھیں۔

"وہ صرف تمہاری تنہائی کے خیال سے اور چھوٹے پاپا کی دائمی جدائی کے احساس میں، میں نے تمہیں سنبھالا۔"

"یعنی ایک یتیم پر رحم کیا تم نے، بلکہ سب لوگ مجھے اور اذکاء کو بہترین پرورش کر کے ایک یتیم کی کفالت کا ثواب کما رہے ہیں یہ پیار اور توجہ ہمارا حق نہیں بلکہ ترس کھا کر ہمیں نوازا جاتا ہے کاش تم اس سچائی کا اقرار کبھی نہیں کرتی۔"

فرحال کے اندر ٹوٹ پھوٹ مچی تھی اور مشاہد افغان کے نام پر ہر آنکھ اشکبار تھی۔

"بند کرو تم دونوں یہ بچکانہ باتیں، کچھ فیصلے کرنے کے لئے ہم بھی موجود ہیں۔"

مطیب افغان نے غصے سے دونوں کو خاموش کروایا۔

"پلیز بڑے پاپا، مجھے معاف کر دیں اس لڑکی سے محبت کرنے کا جرم مجھ سے سرزد ہوا ہے اور اس کی ہر سزا میں کاٹنے کو تیار ہوں مگر مجھے اب اس کے سامنے نہیں رہنا، مجھے اب یہ ترسی نگاہیں نہیں جھیلنی، میں اپنی فیملی کو سپورٹ کر سکتا ہوں، میں خود اپنا بوجھ اٹھاؤں گا۔" اس کے لہجے میں شکست کا پہلو بہت نمایاں تھا۔

"یہ سب تمہاری غلط سوچ ہے فرحال، بچے آپ جذباتی ہو کر سوچ رہے ہو، حقیقت اس سے مختلف ہے۔"

"بڑی مما پلیز، اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کا فرحال پل پل کی اذیت برداشت نہ کرے تو ہمیں جانے دیں۔"

"جانے دیں مما اسے کسی کے اعتماد کی دھجیاں بکھیرنے والوں کو کوئی حق نہیں کہ ساری زندگی ان کے سامنے رہ کر ان کا مذاق بنائیں۔"

"عقل سوجھ بوجھ سب گنوا چکی ہو جو ایسا

کہہ رہی ہو۔" خدیجہ نے اسے خاصی جھاڑ پلائی، تو ایک خفا سی نظر بکھرے بکھرے سے شکست خوردہ فرحال مشاہد پر ڈال کر وہ بھاگتی ہوئی نکل گئی۔

"مما میں نے آپ سے کبھی کچھ نہیں مانگا، مگر آج پہلی اور آخری بار مانگ رہا ہوں آج اس فیصلے میں اپنے بیٹے کا ساتھ دے دیں۔"

"لیکن فرحال، ہمارا گھر تو یہی ہے۔" سبین فرط حیرت سے بولیں۔

"چلی جاؤ سبین، یہ نہیں رکے گا۔" مطیب افغان، نے کسی قدر تلخ اور ٹھہرے لہجے میں کہا اور اگلی صبح وہ خاموشی سے افغان پیراڈائز چھوڑ گئے۔

☆☆☆

"کیا سوچ رہے ہیں مطیب۔" عمیق سوچوں کے گرداب میں الجھا دیکھ کر ریحانہ نے دریافت کیا۔

"میں فرحال کے بارے میں سوچ رہا ہوں، نوجوان خون ہے اور جذبات کی اہمیت کا دور ہے، جس طرح اس کی سوچ میں تبدیلی آئی کسی کو بھی بدل سکتی ہے، مجھے اس میں کوئی برائی نظر نہیں آئی، مگر زرش کے نقطہ نظر کو بھی میں بخوبی سمجھتا ہوں، وہ کبھی اس انداز اسے قبول نہیں کر پائے گی، دونوں بچے اپنی اپنی جگہ درست ہیں، ان کی باتوں میں مداخلت کر کے میں انہیں مزید شرمندہ وشرمسار نہیں کر سکتا تھا لہٰذا خاموشی کو بہتر جانا۔" مطیب افغان کا لہجہ تمام گمبھیرتا سمیٹ لایا تھا۔

"پھر کیا حل ہے اس مسئلے کا؟" ریحانہ بھی متفکر و پریشان تھیں۔

"فرحال کو میں روکنا نہیں چاہتا، بلاشبہ وہ ہمارے حکم کی تعمیل کرنے کا مگر جو گھٹن اس کا حصہ بن جائے گی پھر وہ اس سے نجات حاصل نہیں کر پائے گا، باقی وہ ہمارا خون ہے اس خاندان کا سب سے بڑا بیٹا ہے، یہ حقیقت کوئی نہیں جھٹلا سکتا، ان دونوں کو حالات و واقعات کو فیس کرنے کے لئے غیر معینہ مدت کے لئے ایک دوسرے سے دور جانا ہی ہوگا۔" مطیب نے کنپٹی سہلاتے ہوئے کہا۔

"اتنا آسان نہیں مطیب، خدیجہ، فرحال اور اذکاء کو خود سے دور کرنا۔" وہ آبدیدہ ہوئیں۔

"جانتا ہوں مگر یہ سب ہم اپنے بچے کی بہتری کے لئے کر رہے ہیں۔" انہوں نے ریحانہ کو تسلی دی۔

"شاید ان کے رویوں کا تضاد ختم ہو جائے یا فرحال سنبھل جائے اور زرش تو ویسے بھی اپنی منگنی ختم ہونے پر ڈسٹرب ہے اس پر مزید پریشر ڈالنا ٹھیک نہیں، البتہ کبھی بھی میرے لئے فرحال کا آپشن ہو تو میں اسے ہر رشتے پر فوقیت دوں گا۔" ریحانہ نے بھی ان کی تائید کی تھی۔

☆☆☆

"اس نے مجھے کسی قابل نہیں چھوڑا لاریب کیا صلہ دیا میری اتنی محبت اور چاہت کا، اس کے لئے میں شہریار سے لڑ گئی سارے زمانے سے ٹکرا گئی اور اس نے میرے جذبات کو پامال کیا میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گی۔" وہ زار و قطار رو رہی تھی۔

"اس نے کوئی انوکھا کام نہیں کیا زرش، جس طرح کا تمہارا ریلیشن تھا ایک نہ ایک دن ایسا ہونا ہی تھا، اب تم ہی اپنی برادرانہ سوچ پہ اڑی بیٹھی ہو تو الگ بات ہے۔" لاریب خفگی سے بولی۔

"جو اس وقت میں محسوس کر رہی ہوں، کوئی نہیں سمجھ سکتا، میرے پیرنٹس، چھوٹی مما، چاچو، چچی سب کے سامنے اس نے مجھے ذلیل کر دیا۔" اس نے تنفر سے سر جھٹکا۔

"ٹھیک ہے اب تو وہ جا چکے ہوں گے اور دشمنی تمہاری فرحال سے ہے، سبین ممانی اور اذکاء کا کیا قصور ہے جو تم ان کی رخصتی کے وقت تم ادھر آ گئیں انہیں چھوڑ کر۔"

"بس میں اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔" اس نے معصومیت سے اعتراف کیا۔

"مرو پھر یہیں میں جا رہی ہوں شہریار کے ساتھ انہیں ملنے، کھانا بن گیا ہے بھوک لگے گی تو کھا لینا میں دو گھنٹے تک واپس آ جاؤں گی۔" لاریب نے اسے ہدایت دی تو وہ کان بند کیے پڑی رہی جبکہ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

☆☆☆

"آپی پلیز ہو سکے تو مجھے معاف کر دیجئے گا۔" ایئر پورٹ پر زرش سے گلے ملتے ہوئے دعا نے ندامت سے کہا۔

"کوئی بات نہیں تم تو ہماری گڑیا ہو، میں نے تمہاری کسی بات کا مائنڈ نہیں کیا۔" زرش نے اسے پیار سے پچکارا۔

"آپ بہت اچھی ہیں آپی۔" دعا نے کہا تو وہ دھیرے سے مسکرا دی۔

فلائیٹ کی اناؤنسمنٹ ہونے لگی تو فوراً ڈسپارچ کے حصے میں داخل ہو گئی، تمام لوگ دعا کو ایئر پورٹ چھوڑ کر گھر واپس آ گئے۔

"دعا کی بھی شادی ہو گئی ہے زرش، ولید بھی بال بچے والا ہو گیا ہے تم نے کیا سوچا ہے۔" وہ ایئر رنگز اتار رہی تھی جب ریحانہ نے استفسار کیا۔

"میرا موڈ نہیں ہے ابھی۔"

"موڈ کب ہوگا لڑکی، پچیس کی ہو گئی ہو۔" ریحانہ اس کی بڑھتی عمر کی طرف توجہ مبذول کروانی چاہی، تو وہ بے ساختہ مسکرا دی، وہ اس قدر فریش اور خوبصورت لگ رہی تھی کہ ریحانہ کو اپنے غلط ہونے کا اندیشہ لگنے لگا وہ دیکھنے میں اکیس بائیس سال سے زیادہ نہیں لگتی تھی۔

"مما آپ میری فکر مت کریں، حنان کے ابراڈ سیٹل ہونے سے پہلے اس کے سر پہ سہرا سجائیں۔"

"ہر دفعہ تم ایسی ہی کرتی ہو، بات میں تمہارے بارے میں کرتی ہوں بیچ کسی اور کو گھسیٹ لاتی ہو۔" اس پر کوئی اثر نہ ہوتا دیکھ کر ریحانہ بڑبڑاتی ہوئی اس کے کمرے سے نکل گئیں۔

فرحال مشاہد کو افغان پیراڈائز چھوڑے پانچ سال ہو چکے تھے اس دورانیے میں ولید دو جڑواں بچوں کا باپ بن چکا تھا لاریب کی حال ہی میں شادی ہوئی تھی جبکہ دعا اپلائیڈ فزکس میں ماسٹرز کرنے کے بعد ہاشم خان کے ساتھ شادی کر کے دوبئی سدھار چکی تھی، حنان ہائیر اسٹڈیز کے لئے ابراڈ جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

سبین اور اذکاء اکثر اوقات فون پر خیر خیریت دریافت کر لیتی تھیں مگر ان پانچ سالوں میں انہوں نے اپنی رہائش کے بارے میں کسی کو نہیں بتایا تھا جبکہ فرحال مشاہد نے قسم کھا رکھی تھی کہ افغان پیراڈائز کے مکینوں کی آواز بھی نہیں سنے گا۔

ہر کوئی اپنی زندگی اور اپنی ذات میں مگن ہو چکا تھا، ریحانہ، مطیب، موحد اور خدیجہ کو اب بھی ان کی کمی شدت سے محسوس ہوتی تھی مگر قدرت کے فیصلوں پر شاکر تھے، شہریار اسپشلائزیشن کے لئے انگلینڈ گیا تھا پھر وہیں اپنی خدمات سر انجام دینے لگا، مگر تا حال کنوارہ تھا۔

زرش مطیب کو سب منا کر ہار گئے کہ وہ بھی

شادی کرنے مگر نجانے کیا چیز اس کے دل میں گھر کر گئی تھی جو وہ اس فیصلے پر خود کو مطمئن نہیں پاتی تھی، وہ وقتی طور پر فرحال مشاہد کو برا بھلا کہہ چکی تھی مگر اسے آج تک پچھتاوا تھا۔

☆☆☆

''رمضان المبارک بہت بہت مبارک ہو۔'' لاریب نے اسے بانہوں میں لیتے ہوئے کہا تو وہ خوشدلی سے مسکرائی۔

''خیر مبارک، تم کب آئیں۔''

''بس ابھی کچھ دیر پہلے۔''

''او کے جانی آپ ذرا میرے روم میں چلیں میں فرحال کے کمرے کی صفائی کر کے آتی ہوں۔''

''ٹھیک ہے۔'' ایک اچٹتی سی نگاہ زرش پر ڈال کر لاریب نے کہا۔

''اور سناؤ تمہارے مسٹر رائٹ کیسے ہیں۔'' کام سے فارغ ہو کر اس نے پوچھا۔

''بالکل ٹھیک ہیں، تم بتاؤ مجھے یہی سوال کرنے کا موقع کب عنایت کرو گی۔'' لاریب نے چبھتے لہجے میں دریافت کیا۔

''لاریب کا تنڈلی اب باقی سب کی طرح تم بھی یہی ٹاپک کھول کر مت بیٹھ جانا۔'' وہ کوفت میں مبتلا بے زردی سے بولی۔

''تم کس کے انتظار میں ہو زرش، خود کو دھوکہ مت دو، اپنی نام نہاد انا کے پیچھے اس معصوم شخص کی اور اپنی زندگی برباد مت کرو۔''

''کیا مطلب؟''

''مطلب بالکل صاف ہے تم بھی فرحال سے محبت کرتی ہو مگر تم نے اپنے ذہن میں یہ بات بیٹھا لی ہے کہ تم تو اماں ہو اس کی تم بھی ایسے تعلق کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی، تم نے میرے بھائی پر فرحال کو فوقیت دی، تم اس سے اس قدر محبت کرتی ہو کہ اس کے سامنے تمہیں سب مس فٹ لگتے ہیں، پچھلے پانچ سالوں سے تم بلا ناغہ خود اس کا کمرہ صاف کرتی ہو، اس کے اصولوں کو تم نے خود پر مسلط کر رکھا ہے اور ایک انچ ہٹنے کو تیار نہیں ہو تو پھر اقرار سے ڈر کیسا زرش۔''

''یہ جھوٹ ہے۔'' اس نے پرزور نفی کی۔

''یہ سچ ہے زرش، تم خود کو اور فرحال کو برباد کر رہی ہو، اپنے ساتھ ساتھ تم دونوں اپنے پیرنٹس کو بھی پریشان کر رہے ہو۔'' لاریب نے رسانیت سے کہا۔

''میں نے اس کے بارے میں کبھی ایسا نہیں سوچا۔'' وہ جیسے ہار رہی تھی۔

''جس سے ہم نے شادی کرنی ہے ہم بچپن سے ہی اس کے بارے میں ایسا سوچنا شروع نہیں کر دیتے، عمر کے کسی خاص حصے میں جا کر ہی ہم اس رشتے کو سمجھنے اور ہینڈل کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔''

''نہیں ایسا کچھ بھی نہیں جیسا تم کہہ رہی ہو۔'' اس نے سختی سے اس کی بات روکی۔

''اپنی شکل دیکھو آئینے میں زرش، تمہیں دیکھ کر سب تمہاری اداسی کا اندازہ لگا سکتے ہیں، تمہاری آنکھوں میں ٹھہری ویرانی ہر راز کو منکشف کرنے کے لئے کافی ہے مگر تم ہی خود کو سمجھنا نہیں چاہتی۔'' اب کی بار وہ برہمی سے بولی۔

''اسے واپس بلا لو زرش، وہ صرف تمہاری پکار کا منتظر ہے۔'' لوہا گرم دیکھ کر لاریب نے مزید چوٹ ماری۔

''افطار کا ٹائم ہونے والا ہے چلو کچن میں کچھ بنا لیتے ہیں۔'' اس نے بات پلٹی تو لاریب سر پیٹ کر رہ گئی۔

☆☆☆



فرحال مشاہد کے جانے کے بعد زرش مطیب کی زندگی سے ہر ہلچل ختم ہو گئی، وہ بے جا مسکرانا بھی بھول گئی تھی، وہ اس کے لئے سب سے اہم تھا مگر اس سے محبت کا اقرار زرش مطیب کے لئے ناممکن امر تھا۔

وہ آج بھی خود پر اس کا حق تسلیم کرتی تھی، مگر کسی اور زاویے سے تسلیم کرنا ناممکن تھا۔

''زرش!''

''جی مما!''

''تمہاری چھوٹی مما کا فون ہے۔''

''تو۔'' اس نے سوالیہ نظریں ریحانہ کے چہرے پر مرکوز کیں، گزشتہ پانچ سالوں سے زرش نے کبھی ان سے بات نہیں کی تھی۔

''اذکاء کی شادی ہے وہ ہمیں انوائیٹ کرنا چاہتی ہیں۔'' ریحانہ نے کہا تو اس نے بات سمجھ کر موبائل ان کے ہاتھ سے لے لیا۔

''السلام علیکم چھوٹی مما۔'' اس کی آواز میں واضح کپکپاہٹ تھی۔

''وعلیکم السلام، میری بیٹی کو رمضان کی خوشیاں مبارک ہوں۔''

''آپ کو اب یاد ہے چھوٹی مما پانچ سال بعد کہ آپ کی کوئی بیٹی بھی ہے۔'' آنسوؤں کے ساتھ ساتھ شکوہ بھی اس کی زبان سے پھسلا۔

''میں تم سے جدا تو نہیں ہوں زرش، بس تمہارے جذبات کا خیال کر کے کبھی تمہیں تنگ نہیں کیا، ورنہ چھوٹی مما کا دھیان اپنے بچوں میں ہی رہتا ہے۔'' ان کے لہجے کی تھکاوٹ ان کے الفاظ کی سچائی کی ترجمان تھی۔

''اذکاء کیسی ہے؟''

''ٹھیک ہے، عید کی شام کو اس کا نکاح ہے اب یہ دوریاں سمیٹ لو بیٹا، میں نے بھابھی کو ایڈریس دے دیا ہے اپنی بہن کی شادی میں ضرور آنا، سب کچھ بھلا کر میری بیٹی زرش بن کر آنا۔''

''جی چھوٹی مما، میں ضرور آؤں گی۔'' آنسوؤں کے درمیان مسکراتے ہوئے پرعزم لہجے میں بولی، پھر چند ادھر ادھر کی باتوں کے بعد اس نے کال بند کر دی۔

یمن سحر نے ایک قدم بڑھایا تو افنان پیراڈائز کے مکین دس قدم آگے بڑھ کر لے۔

☆☆☆

آج چاند رات تھی اور یمن سحر کے بے حد اصرار پر سب لوگ آج ہی گلبرگ ان کے گھر جا چکے تھے، زرش نے طبیعت خرابی کا بہانہ بنا کر انکار کر دیا تھا۔

''میں حسان کے ساتھ صبح آ جاؤں گی۔'' اس نے کہا تو ریحانہ اور مطیب نے مزید اصرار مناسب نہیں سمجھا، وہ وہیں لان کے اوپری حصے میں بنے سوئمنگ پول میں پاؤں ڈال کر بیٹھ گئی، سوڈیم لائٹ کی نیلگوں روشنی نے تاریکی اور روشنی کا عجیب سا تال میل چھیڑ دیا تھا ہر شے پر گہرا سکون تھا، آج پھر پہلی رات کا چاند آسمان کی بانہوں میں عازم سفر ہوا، دنیا بھر کی اداسیوں زرش مطیب کو اپنے وجود کا گھیراؤ کرتی محسوس ہو رہی تھیں۔

''کاش تم کہیں سے آ جاؤ، سب کچھ پہلے جیسا ہو جائے۔'' اس نے بڑی شدت سے خواہش کی، اس کی آنکھوں سے آنسو سیل بن کر رواں ہو گئے، درد کا احساس آکٹوپس کی طرح اسے جکڑنے لگا تھا اس نے زور سے آنکھیں میچ لیں، اچانک اسے پانی میں ہلچل کا احساس ہوا تھا، اس نے نیم خوابیدہ آنکھیں وا کیں، گردن گھما کر دیکھا تو برابر ہی فرحال مشاہد پاؤں سوئمنگ پول کے نیلے پانی میں پاؤں ڈالے اس کے ساتھ بیٹھا تھا، وہ آنکھیں پھاڑے حیرت سے

اسے دیکھ رہی تھی۔

بلیک پینٹ اور گرے لائننگ والی شرٹ میں وہ ساحر بے حد پرکشش لگ رہا تھا، اس کے چوڑے اور بھرے بھرے شانے اس کی شخصیت کو چار چاند لگا رہے تھے اس کی شرٹ کا اوپری بٹن کھلا تھا، کف کہنیوں تک مڑے تھے عنابی ہونٹ مسلسل مسکرا رہے تھے۔

اس کے ہونے کا یقین کر لینے کے بعد وہ ناگواری سے اٹھ کھڑی ہوئی، پانچ سال تک وہ اسے ستاتا رہا تھا، تنہائی کی اذیت کا اسے حصے دار بنایا تھا اتنی جلدی کیسے بھول جاتی، کچھ ناراضگی کا اظہار بھی تو مقصود تھا، دل البتہ شدتوں سے دھڑک اٹھا تھا، ننگے پاؤں وہ گھاس پہ چلنے لگی تھی۔

”بس ہر وقت میرا خیال ہی مت رکھا کرو، کبھی اپنے بارے میں بھی سوچ لیا کرو، اتنے نازک پیروں کا کیا قصور ہے جو انہیں تو گیلی گھاس پر رگید رہی ہو۔“ مسکراتے ہوئے کھنک دار لہجے میں کہتا ہوا وہ اس کے پیچھے ہو لیا۔

”تمہیں اس سے مطلب۔“ وہ غصے سے پھنکاری۔

”چلو یار بیٹھ کر صلح کرتے ہیں۔“ اس کا انداز صلح جو تھا۔

”مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔“

”سوچ لو، اب کی بار تم نے مجھے اپنی زندگی سے نکالا تو لوٹ کر واپس نہیں آؤں گا۔“

”دھمکی دے رہے ہو۔“ وہ چڑ کر بولی۔

”نہیں میں جاننا چاہتا ہوں، گزشتہ پانچ سالوں نے میرے متعلق تمہارے دل کو کس انداز میں دھڑکنا سکھایا ہے، تم مجھ سے نفرت کرتی ہو یا اب بھی مجھے اپنے جذبات کے غلط ہونے کا احساس دلانا چاہتی ہو، یا میری سوچی ہر بات غلط ہے تمہارے وجود میں میرا کوئی حصہ نہیں، وہ بس ایک یتیم پر نظر کرم تھا۔“ وہ بہت سنجیدگی سے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہہ رہا تھا اور زرش مطیب تڑپ کر رہ گئی۔

”ہاں جو سمجھتا ہے سمجھ لو، ان گزرے پانچ سالوں میں ایک لمحہ تمہیں بھول نہیں پائی، تمہارے کمرے کی ہر شے میں تمہیں تلاشتی رہی، دہلیز پر نگاہیں جمائے تمہاری آہٹ پہچانتی رہی، ہر رات سونے سے پہلے ڈھیروں باتیں تم سے کرتی رہی، آج تک تمہارے علاوہ کبھی کسی کے بارے میں، میں سوچ نہیں پائی، پہروں تمہاری یاد میں آنسو بہائے ہیں میں نے، دعا میں سب سے پہلے تمہاری خوشیوں کی دعا مانگی، تمہیں کبھی خود سے الگ نہیں کر پائی، خود پر تمہارے حق کو فراموش نہیں کر پائی، اگر یہ ایک یتیم پر صلہ رحمی ہے تو ٹھیک ہے ایسے ہی سہی۔“ وہ دھیرے دھیرے لبوں پہ لگے قفل توڑ رہی تھی اور وہ مسکراہٹ دبائے اس کے ہر اقرار کو دل میں اتار رہا تھا، دونوں ہاتھوں کو سینے پہ باندھے بہت دلچسپی سے وہ روئی بسورتی زرش کو دیکھ رہا تھا۔

”اب ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔“ وہ غصے سے چلائی اور ساتھ ہی اس کے بازو پہ مکا رسید کیا۔

”کچھ نہیں ادھر آؤ۔“ اپنے لبوں پہ مچلتی مسکراہٹ کو دھکیلتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولا، اسے واپس اسی جگہ پہ بٹھایا اور خود قدرے فاصلے پر بیٹھ گیا۔

”تم جانتی ہو یہ سب کیا ہے زرش۔“ اس کے ساتھ ہی اس نے اس کا دودھیا پاؤں اٹھا کر اپنی گود میں رکھا، زرش کے وجود میں جیسے چیونٹیاں رینگنے لگیں، اس نے پاؤں چھڑوانا چاہا مگر اس نے ملتجی نگاہوں سے دیکھ کر تمام مزاحمتیں رد کر دیں۔



”یہ محبت ہے زرش، یہ اس احساس اور جذبے سے کہیں خوبصورت اور ماورائی ہے، جس پر ابھی تک تم نے خود کو کاربند کر رکھا ہے۔“ گمبھیرتا سے کہتے ہوئے اس نے سینڈل اس کے پاؤں میں ڈالا اور اسٹریپ بند کیا۔

”صرف ایک بار میرے ساتھ اس احساس کو محسوس کرو زرش اس کے بعد بھی انکار کیا تو میں دوبارہ اس موضوع کو کبھی نہیں چھیڑوں گا۔“ اس کے دوسرے پیر کو سینڈل میں مقید کرتے ہوئے وہ دھیرے سے بولا اور زرش مطیب کو سانس لینا مشکل لگنے لگا، پہلی بار اس نے خود کو یہ سوچنے پہ مجبور کیا تھا کہ وہ فرحال مشاہد سے محبت کرتی ہے۔

”مگر تم مجھ سے چھوٹے ہو۔“ اس نے خدشہ بیان کیا۔

”جی جانتا ہوں اور اس کم بخت ایج ڈفرینس نے ہمیشہ تمہیں دادی اماں بننے پہ مجبور کیا ہے۔“ اس نے باقاعدہ سر پہ ہاتھ مارا تو وہ بے ساختہ مسکرائی۔

”اٹ ڈزنٹ میٹر زرش، پلیز یہ فضول باتیں سوچنا بند کرو بولو کیا تمہیں مجھ سے محبت ہے۔“

وہ اقرار مانگ رہا تھا تو اس نے دھیرے سے قدم آگے بڑھائے، فرحال مشاہد بھی اس کے ساتھ تھا، چلتے چلتے اس نے زرش مطیب کا ہاتھ پکڑ لیا، اس کے ماتھے پہ پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہونے لگے تھے، مگر وہ خاموشی سے چلتی رہی۔

”تمہیں نہیں جانا چاہئے تھا فرحال، تم نے مجھے بہت تڑپایا ہے۔“

”نہیں جاتا تو تمہیں احساس کیسے ہوتا کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو اور ویسے بھی دو متضاد کیفیات کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہنا مشکل تھا۔“

”اب کہیں مت جانا۔“ اس نے فرمائش کی۔

”اب چلنے کی باری تمہاری ہے مادام۔“ وہ شوخ ہوا اس کے لبوں کے کٹاؤ میں بڑی شریر مسکان مچل اٹھی۔

”میں کہیں نہیں جاؤں گی۔“ وہ ہٹ دھرمی سے بولی تو فرحال مشاہد ٹھٹک کر رک گیا، اس کے چہرے پہ اضطراب اور ناسمجھی کا عالم تھا۔

”ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں فرحال، تم واپس آؤ، اس گھر کو تمہاری ضرورت ہے، دعا، ولید، حنان سب اپنی اپنی جگہ سیٹل ہو گئے ہیں اور اس گھر میں اداسیوں کے ڈیرے ہیں، میں چاہتی ہوں ہم ہمیشہ اپنے والدین کے ساتھ رہیں اور افغان پیراڈائز کی خوشیاں واپس لوٹا دیں۔“

اپنی خوبصورت شہد آگیں نگاہوں میں اس وجیہہ انسان کا سراپا بھر کر وہ بہت پرامید سی لو رہی تھی اور زرش مطیب کا ہر لفظ فرحال مشاہد کے لئے حرف آخر کی حیثیت رکھتا تھا۔

”تم ایسا چاہتی ہو۔“

”بالکل۔“

”تو ٹھیک ہے۔“ وہ لمحوں میں مان گیا، تو زرش کو اس پہ بے ساختہ فخر محسوس ہوا۔

”تم نے مہندی نہیں لگائی۔“ اس کے شفاف ہاتھوں کو دیکھ کر وہ حیرت سے چلایا۔

”کس کے لئے لگاتی مہندی۔“ وہ شوخی سے بولی۔

”میرے لئے۔“ اس نے برجستہ کہا۔

”چلو میں تمہارے مہندی لگا دیتا ہوں۔“ اس نے کون نکال کر کہا، وہ جیسے تمام تیاریاں

کر کے آیا تھا، زرش نے اپنی گلابی ہتھیلی اس کے سامنے پھیلا دی اور وہ بڑی مہارت سے ڈائزین بنانے لگا۔

''کیا ڈاکٹرز مہندی بھی لگا لیتے ہیں۔''

''ڈاکٹرز اور بھی بہت کچھ کر لیتے ہیں اگر کوئی اجازت دے تو۔'' اس نے شرارت سے کہا تو زرش خفت سے سرخ پڑ گئی۔

''اور جناب آپ کا غلام اب ہارٹ اسپشلسٹ پلس سرجن بننے کے لئے آسٹریلیا جانے کا ارادہ ہے۔'' اس نے اطلاع دی۔

''تمہارے لئے ڈاکٹر بنا ہوں۔''

''جانتی ہوں۔'' وہ دھیمے سے مسکرائی۔

''لڑکی بہت باتونی ہو تم، میری بہن کی شادی ہے تمام انتظامات مجھے ہی دیکھنے ہیں، بہن کی بھابھی کو لینے آیا تھا مگر اس نے تو رات یہیں گزارنے کا بندوبست کیا ہوا ہے۔'' وہ مصنوعی خفگی سے بولا۔

''فرحال پلیز ایسی باتیں مت کرو۔'' وہ گھبرائی۔

''اب تو ایسی ہی باتیں کروں گا، عادت ڈال لو۔'' اس پر مطلق اثر نہ ہوا۔

''چلو اب چلیں آپ کی ساسو ماں بے صبری سے اپنی ہونے والی بہو کا انتظار کر رہی ہیں۔'' اس کی شوخیاں حدوں پر تھیں۔

''کیا خیال ہے کل ہی نکاح نہ پڑھوا لیں۔'' اس نے آنکھیں گھما کر شرارت سے کہا۔

''مت دھوکہ کھو۔'' زرش نے اسے چڑایا، پھر سارے راستے وہ اسے چھیڑتا رہا تھا۔

''سنو فرحال۔'' گھر کے گیٹ پر اتر کر زرش نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

''ہاں بولو۔''

''چاند رات مبارک۔'' وہ دھیرے سے بولی۔

''وش تو میں بھی کرنا چاہتا ہوں مگر تم ناراض ہو جاؤ گی۔'' اس نے کان کھجا کر قدرے اس کی طرف جھک کر کہا۔

''رہنے دو پھر۔'' وہ گھبرائی۔

''سنو کان قریب کرو۔''

''کان کیوں میڈم پورا کا پورا فرحال مشاہد آپ کے قریب ہو جاتا ہے۔''

''فرحال پلیز تنگ مت کرو۔'' وہ ازلی لاپرواہی سے بولی۔

''آئی لو یو۔''

اس کے کان میں کہہ کر زرش نے اس کے بال بگاڑے اور بھاگتی ہوئی گیٹ عبور کر گئی، وہ زرش مطیب بھی فرحال مشاہد کے دھڑکنوں کے راز بھی جانتی تھی۔

اس کا دل کس قدر بے قرار تھا اس اظہار کے لئے وہ خوب سمجھتی تھی اور جو شخص ہمارے لئے سب کچھ تیاگ دے اس کے لئے یہ الفاظ ادا کر دینے میں کوئی حرج نہیں، فرحال مشاہد کے رگ و پے میں عجیب سی طمانیت بکھر گئی اور وہ مسکراتے چاند کو دیکھ کر خود بھی مسکرا دیا، جو اس حسین اور پاکیزہ ملن پر خود بھی کافی سرشار تھا۔

☆☆☆